عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۴۳ | ۲۰ تا ۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۲۴ء | شمارہ ۵

دُعا مؤمن کا ہتھیار

2024 انتخابات کرنے کے کام

شبِ معراج
تحقیقی جائزہ

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

دستانے پہن کر قرآن کریم چھونے کا حکم

س:......کیا دستانے پہن کر قرآن کریم چھونا درست ہے؟

ج:......گزشتہ شمارہ میں ایک مسئلہ موبائل ایپ پر تلاوت قرآن کریم سے متعلق تھا، جس کے جواب میں لکھا تھا کہ:''اسی طرح اگر ہاتھ میں دستانے پہن لیں تو خود قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر پڑھنا جائز ہے۔''اس مسئلہ میں سہو ہوگیا تھا، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ:''دستانے پہن کر قرآن مجید کو چھونا بھی منع ہے۔'' کیونکہ یہ دستانے اس وقت ملبوس کے حکم میں ہیں۔اس لئے اس سے قرآن کریم کو چھونا جائز نہیں، بلکہ جسم کے پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ کسی زائد کپڑے جیسے رومال وغیرہ سے چھونا جائز ہے، جو بدن سے جدا ہو:''ولا یجوز لھم مس المصحف بالثیاب التی ھم لابسوھا۔''

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۱،ص:۳۹، بحوالہ:امداد الاحکام،ج:۱،ص:۱۵۸)

بیوی کو بے ہودہ بات کہنا

س:......اگر شوہر غصے میں اپنی بیوی کو یوں کہے کہ''اگر میں آئندہ تیرے پاس آؤں، تو اپنی بہن کے پاس آؤں'' کیا اس سے کوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے؟ جبکہ شوہر کی نیت بھی نہیں تھی اور کیا اس کا کوئی کفارہ ہوگا؟

ج:......صورت مسؤلہ میں مذکورہ جملہ کہنے سے طلاق تو واقع نہیں ہوگی، لیکن ایسی بے ہودہ بات کہنا غلط اور گناہ ہے، اس کے لئے توبہ و استغفار کیا جائے، اس کا کوئی اور کفارہ نہیں:''لو قال ان وطئتک وطئت امی فلاشئ علیہ، کذافی غایۃ السروجی۔'' (فتاویٰ عالمگیری، ج:۲،ص:۱۲۶)

نماز مکمل ہونے سے پہلے نماز کا وقت ختم ہوجانا

س:......میں مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا، نماز کا وقت بس ختم ہونے والا ہی تھا، جلدی جلدی نماز پڑھنے میں چار رکعت پڑھ لیں، سلام پھیر کر یاد آیا کہ تین رکعت پڑھنی تھیں، پھر میں نے دوبارہ نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہوکر فوراً وقت دیکھا تو عشا کا وقت داخل ہوچکا تھا۔کیا میری مغرب کی نماز ہوگئی یا اب لوٹانا ہوگی؟

ج:......مغرب کی نماز مکمل نہیں ہوئی، کیونکہ اسی دوران عشا کا وقت داخل ہوگیا تھا تو اب قضا کی نیت سے دوبارہ نماز پڑھنا ہوگی اور نماز کی تاخیر ہونے پر توبہ و استغفار کیا جائے۔

شرابی شخص کی نماز جنازہ پڑھنا

س:.....اگر کوئی شخص شراب کے نشے میں مرجائے تو کیا اس کا ایمان قائم رہے گا اور کیا اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی؟

ج:.....شراب حرام ہے، اس کو پینے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، فاسق اور فاجر ہے۔لیکن اس بُرے فعل سے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔پس یہ شخص مسلمان ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے، البتہ زجر و توبیخ کے لئے عالم، مقتدا اور امام جامع مسجد اس کی نماز نہ پڑھیں، بلکہ عام مسلمان نماز پڑھ کر دفن کردیں تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو، اور اگر بغیر نماز پڑھے دفن کریں گے تو سب گناہگار ہوں گے۔

س:.....اگر کوئی مسلمان خودکشی کرلے تو کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا؟

ج:.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:''ہر مومن جنت میں داخل ہوگا۔''خودکشی کی وجہ سے آدمی ایمان سے تو خارج نہیں ہوتا، مگر خودکشی گناہِ کبیرہ ہے اور ایسے شخص کے لئے بہت سخت وعید ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ شخص اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے جرم کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۲۰ تا ۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۲۴ء شمارہ: ۵

اس شمارے میں!

انتخابات 2024ء... اور کرنے کے کام	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ	۹	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
شبِ معراج.... تحقیقی جائزہ	۱۳	مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
دعا... مومن کا عظیم ہتھیار	۱۹	مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶۷ فصل:.... ۹ ہجری کے سرایا

۱:.... **سریہ عیینہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ:**.... اس سال محرم میں حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوتمیم کی جانب روانہ فرمایا، یہ لوگ مکہ و مدینہ کے درمیان ''سُقیا'' میں رہائش پذیر تھے۔

سُقیا:.... فرع کے مضافات میں ایک قصبہ ہے، اس کے اور فرع کے مابین جُحفہ کی جانب سے سترہ میل کا فاصلہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عرب کے پچاس شہسواروں کی معیت میں روانہ فرمایا، جن میں کوئی مہاجر یا انصاری شامل نہیں تھا، مقابلہ ہوا اور کفار کے گیارہ مرد، اکیس عورتیں اور تیس بچے قید ہوئے۔

۲:.... **سریہ عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ:**.... اسی سال یکم صفر کو عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ کا سریہ دعوتِ اسلام کے لئے بنوحارثہ بن عمرو کی جانب روانہ فرمایا، مگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددُعا فرمائی کہ ان کی عقل ماری جائے، چنانچہ رعشہ اور بدحواسی کی آفت ان پر آج تک مسلط ہے، ان کا کلام مجنونانہ انداز کا ہوتا ہے۔

۳:.... **سریہ قطبہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ:**.... اسی سال صفر ہی میں حضرت قُطبہ (بضم قاف وسکون طاء) بن عامر الانصاری الخزرجی البدری رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوخثعم کی جانب روانہ فرمایا، یہ لوگ موضع ''بیشہ'' (باء کا کسرہ، یاء کا سکون اور شین منقوطہ) میں جو تبالہ کے قریب واقع ہے، آباد تھے۔ تبالہ (بفتح تاء، وتخفیف موحدہ) یمن کی سرزمین میں ایک قلعہ بند شہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیس حضرات کی معیت میں روانہ فرمایا، جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے کافروں کے اُونٹ، بکریوں اور عورتوں کو غنیمت بنایا، خُمس نکالنے کے بعد فی کس حصہ چار اُونٹ تھے، اور بیس بکریاں ایک اُونٹ کے مساوی شمار کی گئیں۔

۴:.... **سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ:**.... اسی سال صفر ہی میں، اور بقولِ بعض ربیع الاوّل میں، اور بقولِ بعض ۸ھ کے آخر میں، حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوکلاب کے قبیلہ ''قرطاء'' کی جانب روانہ فرمایا۔

القرطاء:.... (بضم قاف، وفتح راء اور مد کے ساتھ) یہ قبیلہ بنوبکر کی، بعد ازاں بنوعبید بن کلاب کی ایک شاخ ہے، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے ان کو اِسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے قبول نہیں کی، چنانچہ مقابلہ ہوا، کفار کو ہزیمت ہوئی، اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سالم وغانم واپس آئے۔

۵:.... **سریہ علقمہ بن مجزّز مدلجی رضی اللہ عنہ:**.... اسی سال ربیع الثانی میں علقمہ بن مُجزّز (بضم میم وفتح جیم، اور پہلی زاء معجمہ کی تشدید) مدلجی رضی اللہ عنہ کا سریہ ساحلِ جدہ کی جانب روانہ فرمایا، یہاں حبشہ کے کچھ لوگ آکر جمع ہوگئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین سو حضرات کی معیت میں روانہ فرمایا، چنانچہ یہ حضرات وہاں پہنچے تو وہ لوگ بھاگ گئے اور مقابلے کی نوبت نہیں آئی۔

۶:.... **سریہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:**.... اسی سال ربیع الثانی میں حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا سریہ ''فلس'' نامی بت کو منہدم کرنے کے لئے بنوطی کی جانب روانہ فرمایا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

انتخابات 2024ء

اور کرنے کے کام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۸؍فروری ۲۰۲۴ء بظاہر انتخابات کی تاریخ مقرر ہوچکی ہے، اور الیکشن کمیشن کی طرف سے انتخابات کا مکمل شیڈول بھی سامنے آچکا ہے، جس کی بنا پر امیدواروں کے کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال شروع ہے، اور ۱۳؍جنوری تک حتمی امیدواروں کی فہرستیں سامنے آجائیں گی۔ لیکن دوسری طرف ملکی امن وامان کی صورتِ حال، ملک کے شمالی اور بالائی علاقوں میں سخت سردی اور برف باری، سیاسی قائدین پر حملوں اور انتخابی مہم میں رکاوٹوں کے باعث مقررہ تاریخ پر انتخابات کا انعقاد اگرچہ سوالیہ نشان بن چکا ہے، لیکن مقتدر حلقے بار بار اس بات کی یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ انتخابات اپنے وقت پر ہوں گے۔ اسی لیے انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتوں، ان کے امیدواران، ملک کی مقتدرہ اور اپنے ووٹ کی طاقت کا استعمال کرنے والے عوام سے اہم ضروری گزارشات عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ۔‘‘

(مسلم، ج:۱، ص:۵۴، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا: یہ خیر خواہی کس کے لیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے، اور تمام مسلمانوں کے لیے۔‘‘

اس جذبۂ خیر خواہی کے تحت عرض کرنا چاہیں گے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، ایک نظریہ کے تحت وجود میں آیا تھا۔ اسی نظریے کی خاطر مسلمانوں نے اپنی جان ومال کی قربانیاں پیش کیں۔ قیامِ پاکستان میں نفاذِ اسلام بطور نعرہ استعمال ہوا، اور ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ‘‘ کی گونج میں ایک آزاد اسلامی نظریاتی مملکت وجود میں آئی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی یہاں اسلامی نظام نافذ کردیا جاتا، لیکن اس کے برعکس ہوا یہ کہ نفاذِ اسلام کے نام پر یہ ملک کبھی صدارتی نظامِ حکومت اور کبھی فوجی مارشل لاؤں کی بھینٹ چڑھتا رہا، ہر آنے والا حکمران عوام کے سامنے اس خوش نما نعرے کی للکار میں اقتدار پر براجمان ہوتا اور اپنا وقت پورا کرکے چلتا بنا، عوام ایک بار پھر نئے آنے والے سے توقعات باندھ لیتے۔ اگرچہ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد میں کہا گیا کہ اقتدارِ اعلیٰ صرف ذاتِ خداوندی کو حاصل ہے اور یہ اقتدارِ اعلیٰ مملکت کو عوام کی طرف سے تفویض کیا گیا ہے اور عوام اپنے اختیار کو اسلامی تعلیمات کی حدود میں رہتے ہوئے ایک مقدس امانت کے طور پر استعمال کریں گے۔ مگر اس

سرزمینِ بے آئین نے دومرتبہ آئینِ پاکستان کی پامالی کوسہا، بالآخر ۱۹۷۳ء میں آئین پاکستان کی منظوری ہوئی، بعد میں قراردادِ مقاصد کو اس آئین کا حصہ بنایا گیا اور یوں آئینی وقانونی دستاویز کی حد تک نفاذِ اسلام کو یقینی بنایا جاسکا۔لیکن عملی میدان میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔

۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت ہر پانچ سال بعد انتخابی مہم کا ڈول ڈالا جاتا ہے اور عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والوں کو پانچ سال کے لیے ملک کا مستقبل سنوارنے کا موقع دیا جاتا ہے، اگر چہ ۱۹۷۳ء کے بعد بھی بارہا آئینی حکمرانی کا عمل شکست وریخت کا شکار رہا، کبھی مارشل لاء، کبھی عدلیہ اور کبھی صدارتی ایوانوں کی غلام گردشوں میں پنپتی سازشوں نے منتخب حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ کا سلسلہ جاری رکھا، جس کے باعث سیاسی انتشار، معاشی عدم استحکام، لسانی تعصب اور مسلکی فرقہ واریت کا ناسور ملک کی جڑیں کھوکھلی کرتا رہا اور ملک یکسوئی کے ساتھ اپنی ترقی کا سفر طے نہ کرسکا۔

انتخابی مہم شروع ہوتے ہی عام طور پر سیاسی جماعتوں کے امیدواران کی جانب سے ایک دوسرے کی کردارکشی، غلیظ الزامات، گالم گلوچ، اور ایک دوسرے پر کیچڑ اور گند اچھالا جاتا ہے۔ ہر سیاسی جماعت خود کو پاک صاف اور دوسرے کو سب سے بُرا بنا کر پیش کرتی ہے۔ ہر الیکشن اکھاڑے میں سیاسی جماعتوں کے کارکنان کا ایک دوسرے کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آنا اور دشمنیاں پال لینا وطیرہ بنالیا جاتا ہے، حتیٰ کہ سگے رشتے داروں کو بھلادیا جاتا ہے۔اسی طرح ہر امیدوار خود کو کامیاب بنانے کے لیے کبھی جھوٹے وعدوں کے سبز باغ دکھاتا ہے، کبھی بلند بانگ ارادے ظاہر کرتا ہے، کبھی ڈراتا دھمکاتا ہے، اور کبھی منتیں ترلے کرتا ہے۔ غرضے کہ محض پانچ سال کی حکمرانی کے لیے ہر تمیز وتہذیب کا دائرہ کراس کیا جاتا ہے، جب کہ جھوٹے وعدہ کرنے والوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا وَ لَا غَادِرَ أَعْظَمُ مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ۔‘‘

(رواہ مسلم، بحوالہ مشکاۃ ص:۳۲۳، ط: قدیمی)

ترجمہ:’’ہر بدعہدی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کی بدعہدی کے بقدر اس کے لیے اونچا کیا جائے گا۔سنو! عوام کا حکمران اگر بدعہدی کرے تو اس سے بڑھ کر کوئی بدعہدی نہیں۔‘‘

۲:’’ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ۔‘‘

(متفق علیہ، مشکاۃ ص:۳۲۳، ط: قدیمی)

ترجمہ:’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بدعہد کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، جس سے وہ پہچانا جائے گا۔‘‘

بدعہدی سے مراد ہے: کسی کے ساتھ کوئی معاہدہ کرکے اس کو توڑ دینا اور کسی کے ساتھ وعدہ کرکے اسے پورا نہ کرنا۔عہد شکنی اور وعدہ خلافی بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ یوں تو بدعہدی اور بے وفائی سب کے لیے بری چیز ہے، لیکن اگر اس عہد شکنی اور بے وفائی کا اظہار حکمرانوں کی طرف سے ہو تو یہ بہت زیادہ سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بھی اسی نسبت سے شدید ترین ہوگی۔

انتخابی مہم چلانے والے امیدواروں کو ہمہ وقت ان فرامین نبوی کا استحضار رکھنا چاہیے کہ ان کے منہ سے کوئی ایسا وعدہ نہ نکلے، جس کی وہ پاسداری نہ کرسکیں، ورنہ آخرت میں ذلت ورسوائی مقدر بن جائے گی۔

حکمرانی کے خواہش مندوں کو یہ حقیقت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ سدا حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لیے کہ تخت پر براجمان ہونے والوں کا مقدر تختہ دار یا سلاخوں کے پیچھے بنتے دیر نہیں لگتی۔ درسِ موعظت وعبرت ہے کہ کل تک ایک دہائی مطلق العنانی کا خواب دیکھنے والے قیدی بنادیے

گئے اور ماضی میں قید کاٹنے والے آئندہ حکمرانی کے لیے مضبوط امیدار بن کر سامنے آرہے ہیں۔آئندہ حکمرانوں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جانے کب کس وقت وہ عزت کی ثریا سے ذلت کے پاتال میں پھینک دیے جائیں۔اس لیے کبھی بڑے بول بولنے،تکبرانہ سوچ رکھنے اور بس خود ہی کو ناگزیر سمجھنے کی خوش فہمی نہیں پالنی چاہیے۔سیاسی جماعتوں کے امیدواران جتنا حقیقت شناس ہوں گے،اتنا ہی ان کے حق میں بہتر ہوگا۔

ووٹ ڈالنے والے عوام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دیکھ بھال کر،سوچ سمجھ کر،اور چھان پھٹک کر کے،ایسے لوگوں کو حکمرانی کے لیے منتخب کریں،جو دین اسلام کے وفادار اور اپنے ملک عزیز پاکستان کے جاں نثار ہوں۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ کرنا جانتے ہوں۔عوامی خدمت جن کا شعار اور خدا کی عبادت کرنا جن کا معمول ہو۔خلقِ خدا کی ایذا رسانی سے ڈرتے ہوں۔قول وعمل کے کھرے ہوں۔خصوصاً بین الاقوامی اور ملّی و دینی معاملات میں غیرت وحمیت سے سرشار ہوں۔ہمارے سامنے فلسطین کا المیہ ایک ٹیسٹ کیس کے طور پر موجود ہے،غزہ پر صہیونی درندگی اور وحشیانہ حملوں کے خلاف پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج ہوئے،اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا گیا،اربوں کی مالی امداد جمع کی گئی،دعاؤں اور قنوتِ نازلہ کا اہتمام ہوا،ہر مسلمان اپنی جگہ بے تاب و بے چین ہوگیا کہ کسی طرح اُڑ کر وہاں پہنچ جائے اور ان وحشی کتوں کا منہ نوچ لے جو غزہ کے نیم برہنہ مسلمانوں کی لاشوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔اگرچہ مسلم حکمرانوں،عالمی اسلامی تنظیموں اور بین الاقوامی پلیٹ فارموں کی جانب سے صدائے احتجاج ضرور بلند ہوئی،لیکن وہ صدا بصحرا ثابت ہوئی،دکھاوے کے طور پر کیے جانے والے ان کے اجلاسات ''نشستند،گفتند،برخاستند'' کے مصداق سے زیادہ مفید نہیں ہوئے۔کوئی بھی مسلم حکمران اسرائیلی جارحیت کو روکنے اور سدِ باب میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے،چنانچہ پاکستان کے عوام کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنے حقِ انتخاب کی طاقت کا درست اور صحیح استعمال کریں اور ایسے امیدواروں کو کامیاب کرائیں جو عالمی سطح پر بین الاقوامی خصوصاً اسلامی ملّی مسائل میں مؤثر اور قائدانہ کردار ادا کرسکیں۔

ہمارے عوام کو بھولنا نہیں چاہیے کہ ووٹ ایک شہادت ہے۔ووٹ ڈالنے والا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جس کو منتخب کرنے جارہا ہوں،یہ واقعی اس کا اہل ہے۔خدانخواستہ اگر کسی نااہل کو منتخب کیا تو یہی ووٹ ہمارے خلاف شہادت بن سکتا ہے۔ووٹ کی پرچی ایک طرح سے اپنے حکمران پر اعتماد کا اظہار اور اسے اپنی بیعت کا یقین دلانا بھی ہے۔اپنا سیاسی امام چنتے وقت خدائی معیار کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے،قرآن کریم میں ارشادِ الٰہی ہے:''اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ''(الحجرات:۱۳)ترجمہ:''تحقیق عزت اللہ کے ہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا۔''

اس آیتِ کریمہ کے تحت مولانا سید محمد میاںؒ لکھتے ہیں:سیاسی نظام میں چوٹی کا فرد یعنی سربراہ وہ ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ متقی ہو،یعنی تزکیہ نفس میں بڑھا ہوا ہو۔اللہ کے یہاں سب سے زیادہ مستحق احترام وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس اور پرہیز گار ہو۔(سیرت محمد رسول اللہ ﷺ ص:۵۲۶)

یعنی مسلمانوں کا سربراہ وہ ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ متقی ہو،خدا ترس اور پرہیز گار ہو،خدا خوفی اس کا وطیرہ ہو۔جب ملک کا حکمران ان صلاحیتوں سے معمور ہوگا تو مالی بدعنوانی اور بددیانتی جو آج ہمارے معاشرے کا ناسور اور ملک کو کرپشن کی صورت میں دیمک کی طرح کھا رہی ہے،اس سے بچے گا اور عوام کا پیسہ ان کی فلاح وبہبود اور ملکی مسائل کی ترقی پر خرچ کرے گا۔

بعض لوگ ووٹ کا استعمال ہی نہیں کرتے اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہماری نظر میں کوئی صحیح نہیں تو کیوں ووٹ دیں؟ یہ کم ہمتی اور پست حوصلگی ہے،اس سے بچنا چاہیے۔اس لیے کہ بندے کے ذمے کوشش اور اپنے طور پر صحیح آدمی کو ووٹ دینا ہے،نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ہمیں اپنی ذمہ داری کو ضرور پورا کرنا چاہیے۔ووٹ کا درست استعمال کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ یا اللہ!میں نے اپنی سمجھ کے مطابق درست امیدوار کا انتخاب کیا ہے،اگر میں غلط ہوں تو مجھے معاف فرما اور اس کے شر سے ہم سب کی حفاظت فرما۔اور اگر میں درست ہوں تو اس کے ثمرات سے پوری پاکستانی قوم کو

مستفید فرما۔

اسی طرح بعض لوگ شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موجودہ طریقۂ انتخابات اور سیاسی نظام مکمل غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے اور اس میں حصہ لینے والے نعوذ باللہ! کفر کے مرتکب ہورہے ہیں۔ یہ سوچ بالکل صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اس کا فائدہ غیر سیاسی اور غیر جمہوری طاقتیں اٹھاتی ہیں جو عالمی سامراج امریکا و برطانیہ کی پٹھو ہیں۔ مشاہدہ ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے عام طور پر بادشاہی، صدارتی اور فوجی نظام کے حامی ہوتے ہیں جو دراصل ڈکٹیٹرشپ اور شخصی حکومتیں ہوتی ہیں، اور بیرونی قوتوں کو ان سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص سے کبھی دھمکی اور کبھی لالچ سے اپنی بات منوانا آسان ہوتا ہے، بنسبت ایک منتخب حکومت کے، جیسا کہ نائن الیون کے بعد پرویز مشرف سے امریکا نے دھمکی کے ذریعے جو چاہا، منوالیا۔ اسی لیے اسلام میں شخصی حکومت کی گنجائش نہیں، بلکہ اسلام مشاورت کے ساتھ حکومت بنانے، قائم رکھنے اور چلانے کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

۱:’’وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ‘‘(آل عمران:۱۵۹):’’اور ان سے مشورہ لے کام میں۔‘‘

۲:’’وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ‘‘(الشوری:۳۸)’’اور کام کرتے ہیں مشورے سے آپس کے۔‘‘

یہ ضرور ہے کہ موجودہ جمہوری سیاسی نظام میں بہت کچھ خرابیاں ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔ لیکن اس پورے نظام کو یکلخت غیر شرعی اور غلط قرار دینا صحیح اور درست نہیں، بلکہ گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے، ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ہمارے ملک کو معاشی طور پر مستحکم اور امن وامان کا گہوارہ بنائے، اسی طرح ہمارے حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ یہاں اسلامی نظام نافذ کریں، یہ بھی دعا ہے کہ آئندہ انتخابات ملک وقوم کے لیے نیک شگون ثابت ہوں اور یہ انتخابات دینی ودنیاوی ترقی کا سبب اور ذریعہ بنیں، تاکہ ہم دنیا میں بھی عزت کے ساتھ جی سکیں اور آخرت میں بھی سرخ رُو اور کامیاب ہوسکیں، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے: اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور پورے جزیرۃ العرب میں آپ کی بیماری کی خبر مشہور ہوگئی تو یمن میں اسود عنسی، یمامہ میں مسیلمہ کذاب اور بلادِ اسد میں طُلیحہ اسدی اسلام سے مرتد ہوگئے، اور ان تینوں کذابوں نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہیں اور بالکل اسی طرح اپنی اپنی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جس طرح محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قریش کی طرف بھیجا گیا ہے۔

اسود عنسی ایک شعبدہ باز کاہن، بدباطن و شرپسند اور طاقتور وقوی ہیکل شخص تھا۔ اس کے علاوہ وہ نہایت فصیح وبلیغ اور جادو بیان مقرر تھا۔ وہ اپنی قوتِ تقریر اور زورِ خطابت کے ذریعہ لوگوں کی عقلوں کو مسخر کرلیتا وہ اتنا عیار تھا کہ اپنی بے بنیاد اور جھوٹی باتوں کے سہارے عوام کے جذبات سے کھیلنے اور خواص کو مال ودولت اور جاہ و منصب کی طلب پر برانگیختہ کرنے کی پُوری قدرت رکھتا تھا، وہ لوگوں کے اوپر اپنی ہیبت طاری رکھنے کے لئے ہمیشہ ان کے سامنے نقاب پوش ہوکر نکلتا تھا۔

اس وقت یمن پر ’’ابناء‘‘ کی حکومت تھی اور ان کے سربراہ صحابیٔ رسول حضرت فیروز دیلمی رضی

> وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسود عنسی کے قتل کی بشارت اسی رات مل گئی تھی جس میں وہ قتل کیا گیا تھا اسے قتل کرنے والے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی تھے

اللہ عنہ تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے آباؤ اجداد ایرانی تھے اور ترک وطن کرکے یمن میں آباد ہوگئے تھے اور ان کی مائیں عربی النسل تھیں۔ ان تارکین وطن کے سردار ’’باذان‘‘ ظہورِ اسلام کے وقت شاہِ ایران کی طرف سے یمن کے حاکم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور ان کی دعوت کی برتری ان کے سامنے واضح ہوگئی تو انہوں نے کسریٰ کی اطاعت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اپنی قوم سمیت اللہ کے دین میں داخل ہوگئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو اس منصب پر برقرار رکھا۔ یہاں تک کہ اسود عنسی کے دعویٰ نبوت سے کچھ عرصہ قبل ان کا انتقال ہوگیا۔

اسود عنسی کی دعوت پر جن لوگوں نے سب سے پہلے لبیک کہا، وہ اس کے اپنے قبیلے بنو مذحج کے لوگ تھے۔ اس نے ان کو لے کر صنعا پر حملہ کیا اور اس کے حاکم ’’شہر ابن باذان‘‘ کو قتل کر کے ان کی بیوہ ’’داذا‘‘ سے شادی کرلی۔ پھر صنعا سے دوسرے علاقوں پر چڑھ دوڑا اور وہ سارے علاقے اس کے حملوں کی تاب نہ لاکر حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پے در پے اس کے آگے سرنگوں ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ حضرموت سے طائف تک اور بحرین واحساء سے عدن تک

کے سارے علاقے اس کے زیرنگیں آ گئے۔

لوگوں کو فریب دینے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے میں اسود عنسی کو سب سے زیادہ جس چیز سے تقویت ملی، وہ اس کی غیر معمولی عیاری تھی۔ وہ اپنے متبعین سے کہتا تھا کہ ایک فرشتہ اس کے پاس وحی لاتا اور اسے غیب کی باتوں سے آگاہ کرتا ہے اور اس جھوٹے اور بے بنیاد دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اس نے اپنے جاسوسوں کی خدمات حاصل کررکھی تھیں، جنہیں اس نے اس غرض سے ہر طرف پھیلا رکھا تھا کہ وہ لوگوں کے حالات معلوم کریں، ان کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگائیں، ان کی مشکلات سے آگاہ ہوں اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والی تمناؤں اور امیدوں سے واقفیت حاصل کریں اور پھر یہ ساری معلومات چپکے سے اس کے پاس پہنچادیا کریں۔ پھر وہ جاسوسوں کی ان فراہم کردہ معلومات کے مطابق ہر ضرورت مند اور پریشان حال شخص سے اس کی ضرورت و پریشانی کے لحاظ سے ملاقات اور گفتگو کا آغاز کرتا تھا۔ وہ اپنے متبعین کے سامنے ایسی ایسی عجیب وغریب چیزیں پیش کرتا کہ ان کی عقلیں دنگ رہ جاتیں۔ یہاں تک کہ اس کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی اور اس کی دعوت جنگل کی آگ کی طرح لوگوں کے اندر بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسود عنسی کے ارتداد اور یمن پر اس کے حملے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خطوط لکھے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر وتعاون کی اُمید تھے۔ ان خطوط میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان اور ہوشیاری کے ساتھ ان کو اس اندھے فتنے کا مقابلہ کرنے پر ابھارا اور ہر صورت میں اسود عنسی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام جس کے پاس بھی پہنچا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور فی الفور اسے نافذ کرنے کے لئے حرکت میں آ گیا۔ اس دعوت پر لبیک کہنے والوں میں سب سے پیش پیش ہمارے اس قصے کے ہیرو فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تھے۔ ہم اس دلچسپ اور انوکھے قصے کو بیان کرنے کے لئے انہیں کے الفاظ مستعار لیتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

”میں نے اور ”ابناء“ میں سے میرے ساتھیوں نے نہ تو اسلام کی صداقت میں ایک لمحے کے لئے شک کیا، نہ کسی کے دل میں دشمنِ خدا ... اسود عنسی ... کی تصدیق کا خیال پیدا ہوا، بلکہ ہم لوگ اس کے اوپر حملہ کرنے اور ہر ممکن طریقے سے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے مناسب موقع کی تلاش میں تھے۔ جب ہمارے اور اصحاب سابقہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط پہنچے تو ہمیں ایک دوسرے سے بڑی تقویت ملی اور ہر شخص اپنے منصوبے کے مطابق اس پر عمل کرنے کے لئے سرگرم ہوگیا۔

اپنی غیر متوقع اور زبردست کامیابیوں کی وجہ سے اسود عنسی کے اندر غرور وتکبر نے گھر کرلیا۔ اس نے اپنے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث کے معاملے میں اپنا رویہ بدل دیا اور اس کے ساتھ رعونت سے پیش آنے لگا، یہاں تک کہ جب قیس کو اس کی طرف سے اپنی جان کا شدید خطرہ لاحق ہوگیا تو میں اپنے چچازاد بھائی ”داذویہ“ کو ساتھ لے کر اس کے پاس گیا، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا اور اس سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ ہمارے اوپر ہاتھ ڈالے، ہمیں اس کا کام تمام کردینا چاہئے۔ اس نے ہماری دعوت کو شرح صدر کے ساتھ قبول کرلیا اور ہمارے سامنے اپنے دل کی باتیں ظاہر کرتے ہوئے ایسا محسوس کیا جیسے ہم تائید غیبی کی شکل میں اس کے اوپر آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ پھر ہم تینوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم لوگ اس مرتد اور جھوٹے مدعی نبوت سے اندرونی طور پر نمٹیں گے اور ہمارے دوسرے بھائی باہر سے اس کو کیفر کردار تک پہنچانے میں اپنا رول ادا کریں گے۔ اور ہمارے درمیان یہ بات بھی طے ہوئی کہ ہم اس معاملے میں اپنی چچازاد بہن ”داذا“ کا تعاون بھی حاصل کریں گے جس سے اسود عنسی نے ... اس کے شوہر ”شہر ابن باذان“ ... کو قتل کرکے .... شادی

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

کرلی ہے۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق میں نے اسود عنسی کے محل میں جا کر اپنی چچازاد بہن سے ملاقات کی اور اس سے کہا:

’’بہن! تم جانتی ہو کہ اس شخص نے ہمیں اور تم کو کیسی پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کررکھا ہے۔ اس نے تمہارے خاوند کو قتل کیا، تمہاری قوم کی عورتوں کو رسوا اور بے عزت کیا، اس کے بہت سے افراد کو موت کے گھاٹ اُتارا اور ان کے ہاتھ سے حکومت چھین لی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اہل یمن اور خصوصیت کے ساتھ ہم لوگوں کو اس فتنے کی سرکوبی کا حکم دیا ہے، تو کیا تم اس میں ہمارے ساتھ تعاون کرسکتی ہو؟‘‘

’’میں کس چیز میں تمہارے ساتھ تعاون کروں؟‘‘ اس نے دریافت کیا۔

’’اس کے نکالنے میں۔‘‘ میں نے جواب دیا۔

’’نہیں، بلکہ اس کے قتل میں۔‘‘ اس نے جواب دیا۔

’’خدا کی قسم! میرا مقصد بھی یہی تھا لیکن یہ بات تمہارے سامنے کہنے سے ڈر رہا تھا۔‘‘ میں نے کہا۔

’’قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے، میں ایک لمحے کے لئے بھی اپنے دین کی حقانیت اور اس کی صداقت کے متعلق شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی آدمی نہیں پیدا کیا ہے جو میرے نزدیک اس شیطان سے زیادہ قابلِ نفرت ہو۔ خدا کی قسم! جب سے میں نے اس کو دیکھا ہے، اس کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتی کہ یہ ایک فاجر اور بدکار شخص ہے جو نہ کسی حق کی رعایت کرتا ہے نہ کسی منکر کے ارتکاب سے باز رہتا ہے۔‘‘

’’ہمارے لئے اس کو قتل کرنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟‘‘ میں نے اس سے پوچھا۔

’’وہ نہایت محتاط ہے اور اپنی حفاظت کے لئے اس نے سخت پہرے کا انتظام کررکھا ہے۔ محل میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس کو اس کے محافظوں نے اپنے گھیرے میں نہ لے رکھا ہو۔ البتہ اس دور والے کمرے کی ... جس میں کوئی نہیں رہتا... نگرانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کی پُشت پر ایک بیابان ہے۔ تم رات کی تاریکی میں اس کمرے میں نقب لگاؤ۔ اس میں تم کو اسلحہ اور چراغ ملے گا۔ وہیں تم مجھے بھی اپنے انتظار میں پاؤ گے۔ پھر اس کی خواب گاہ میں داخل ہوکر اسے قتل کر دینا۔‘‘ اس نے پوری اسکیم سمجھاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن ایسے محل کے کسی کمرے میں نقب لگانا سہل نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ادھر سے کسی آدمی کا گزر ہو اور وہ ہمیں دیکھ کر محافظوں کو آواز دے دے، پھر تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔‘‘ میں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

’’تمہارا یہ اندیشہ غلط نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلے میں میری ایک رائے ہے۔‘‘ اس نے کہا۔

’’وہ کیا ہے؟‘‘ میں دریافت کیا۔

’’کل تم اپنے کچھ قابل اعتماد آدمیوں کو کاریگروں اور مزدوروں کے بھیس میں میرے پاس بھیج دینا۔ میں ان سے کہہ کر اندرونی جانب سے کمرے میں نقب لگوادوں گی، اس طرح نقب لگانے کا کام بہت تھوڑا سا بچ جائے گا جس کو تم لوگ باہر سے معمولی کوشش کرکے مکمل کرلوگے۔‘‘ اس نے رائے دی۔

’’تمہاری یہ رائے بہت مناسب اور معقول ہے۔‘‘ میں نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد میں نے واپس جاکر اپنے دونوں ساتھیوں کو وہ ساری باتیں بتائیں جو میرے اور اس کے درمیان طے ہوئی تھیں۔ انہوں نے ان باتوں کو پسند کیا اور کامیابی کی دعا کی اور ہم اسی وقت ان کی تیاریوں میں لگ گئے۔ ہم نے اپنے معاونین میں سے خاص خاص مسلمانوں کو ’’کوڈ لفظ‘‘ بتایا اور ان کو تیار رہنے کی تاکید کی اور ہم نے اس کے لئے صبح کا وقت طے کیا۔

جب رات کی سیاہ چادر پورے ماحول پر پھیل گئی تو وقت مقرر پر میں اپنے دونوں ساتھیوں سمیت نقب کی جگہ پر پہنچ گیا۔ ہم اس کو کھود کر کمرے میں داخل ہوگئے اور چراغ

ABS ESTD 1880 سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

روشن کر کے ہتھیار سنبھالا اور اس دشمنِ خدا کے خاص کمرے کی جانب چل پڑے۔ میری چچازاد پہلے ہی سے اس کے دروازے پر کھڑی تھی۔ اس نے مجھے اشارہ کیا اور میں بے دھڑک اس میں داخل ہوگیا۔ وہ گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ میں نے تلوار کی دھار اس کی گردن پر رکھ کر زور لگایا۔ پہلے تو وہ بیل کی طرح ڈکرایا پھر ذبح کئے ہوئے اونٹ کی طرح تڑپا۔ محافظوں نے اس کی آواز سنی تو یہ کہتے ہوئے اس کی خواب کی طرف دوڑے۔

''یہ کیسی آواز ہے؟''

''کچھ نہیں، اللہ کے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ تم لوگ اپنی جگہوں پر واپس جاؤ۔'' میری عم زاد نے ان کو واپس بھیجتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد ہم لوگ محل کے اندر ہی رہے۔ جب صبح طلوع ہوئی تو میں نے ایک فصیل پر چڑھ کر اذان دینا شروع کی:

''اللہ اکبر... اللہ اکبر... اشھدان لا الٰہ الا اللہ... اشھدان محمداً رسول اللہ ... و اشھدان الاسود العنسی کذاب۔''

یہی ''کوڈ لفظ'' تھا۔ اس کو سنتے ہی مسلمان ہر طرف سے محل کی طرف بڑھے اور محافظ اذان کی آواز سن کر اس کی طرف لپکے اور دونوں فریق آپس میں بھڑ گئے۔ پھر میں نے اسود کا سر فصیل سے نیچے پھینک دیا جس کو دیکھ کر اس کے حامی کمزور پڑ گئے، ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اور مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر کے ساتھ دشمنوں پر ایک زوردار حملہ کر دیا۔ اور طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی سارا معاملہ نمٹ گیا۔

دن ہوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس دشمنِ خدا کے قتل کی خوشخبری پر مشتمل ایک خط بھیجا، جب قاصد یہ بشارت لے کر مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آج رات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے۔ ساتھ ہی ان کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وحی کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسود عنسی کے قتل کی بشارت اسی رات مل گئی تھی جس میں وہ قتل کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تھا:

''اسود عنسی کو گزشتہ رات قتل کر دیا گیا۔ اس کو ایک مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے قتل کیا ہے۔''

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''فیروز، فیروز کامیاب ہوگئے۔''

☆☆ .... ☆☆

ضلع وسطی کا ماہانہ اجلاس

کراچی (حافظ محمد اویس زمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع وسطی کراچی کا ماہانہ اجلاس 10 رجنوری بروز بدھ بعد نمازِ عشاء الاخوان مسجد، ایف بی ایریا، بلاک 15 میں امام وخطیب مولانا عبدالنعیم فاروقی کی میزبانی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی و نگران گلبرگ ٹاؤن مولانا محمد قاسم رفیع نے کی۔ اجلاس میں ضلع وسطی کے مسؤل مولانا محمد عبداللہ چغرزئی، نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے نگران مولانا محمد ثناء الرحمٰن، ناظم آباد ٹاؤن سے مولانا فیصل، نارتھ کراچی سے حافظ سید عرفان علی شاہ، نیز حافظ اویس احمد شیخ، مولانا صابر، جعفرانی صاحب اور راقم شریک ہوئے۔ صدرِ اجلاس نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ہر ٹاؤن نگران اس کی کوشش کرے کہ زیادہ سے زیادہ مساجد میں مہینے میں کم از کم ایک درس/ بیان/ خطبۂ جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر ہو۔ نیز ائمہ مساجد اپنے نمازیوں کو متوجہ کریں کہ ہفت روزہ ختم نبوت بذریعہ ڈاک اپنے گھروں میں لگوائیں۔ مولانا محمد عبداللہ نے بتایا کہ گلبرگ ٹاؤن میں ماہ نامہ لولاک کے خریداروں کی تعداد 500 تک پہنچ گئی ہے، نیز سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر میں ضلع وسطی کراچی سے دینی مدارس کے 35 طلبہ شریک ہورہے ہیں۔ مولانا محمد ثناء الرحمٰن نے رائے دی کہ ہر ٹاؤن وضلع میں کام نگران/مسؤل کی مشاورت سے ہو۔ مولانا عبدالنعیم فاروقی نے کہا کہ ہر پروگرام کی تشہیر/ اشتہارات وغیرہ بنانا مرکزی حضرات کی ہدایات کی روشنی میں ہونا چاہیے، جس میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کو فوقیت دی جائے۔ حافظ عرفان علی شاہ نے کہا کہ ہر جگہ کام کو پھیلانے میں مقامی کارکنان کا تعاون اشد ضروری ہوتا ہے، جو مرکز سے رابطے میں رہ کر کام کریں اور جہاں قادیانی فتنے کا اندیشہ ہو وہاں مسلمانوں کے درمیان ختم نبوت لٹریچر تقسیم کریں۔ مولانا محمد ثناء الرحمٰن کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا، تمام شرکائے اجلاس کے اعزاز میں مولانا عبدالنعیم فاروقی نے عشائیہ دیا۔

شبِ معراج.... تحقیقی جائزہ

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

انسان جتنی بھی عبادات سرانجام دیتا ہے ان کی اللہ رب العزت کے ہاں مرتبے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، ایک: جو مکان کے بدلنے کے ساتھ مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں، دوسری: جو زمانے کے بدلنے سے مرتبے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہیں:

پہلی قسم کی مثال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''کسی شخص کا اپنے گھر میں اکیلے نماز ادا کرنا ایک نماز کے برابر اجر رکھتا ہے اور محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور جامع مسجد میں نماز ادا کرنا پانچ سو نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اجر رکھتا ہے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:۷۰۰۸، دارالحرمین، بیروت)

اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کر کے مسجدِ قباء میں آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اس کے لیے ایک عمرہ ادا کرنے کے برابر اجر لکھا جاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاۃ فی مسجد قباء، رقم الحدیث:۱۴۱۲، داراحیاء الکتب العربیہ)۔

ان دونوں مثالوں میں دیکھیں کہ مکان بدلا، جگہ بدلی تو عبادت کی قیمت بھی بدلتی گئی، ایک ہی نماز ہے؛ لیکن اس کا اجر، جگہ کے بدلنے سے کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔

دوسری قسم کی مثال:

ایک شخص کسی بھی عام دن میں روزہ رکھے تو اسے ایک روزے کا اجر ملے گا؛ لیکن رمضان کا ایک روزہ اتنا اجر رکھتا ہے کہ ساری زندگی روزے رکھنے کا اتنا اجر نہیں بن سکتا، اسی طرح کچھ دوسرے ایام ہیں جن میں روزے کا اجر بدلتا جاتا ہے، مثلاً: حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ۹ویں ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اس ایک دن کا روزہ رکھنا، اس شخص کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۱۶۲، بیت الافکار)

دوسری روایت میں ہے کہ: ''اس دن کا روزہ موجودہ گزرنے والے سال اور آنے والے سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے''، (المعجم الکبیر:۵۰۸۹، مکتبۃ العلوم والحکم)۔ ''اسی طرح ۹ویں اور ۱۰ویں محرم کا روزہ بھی ایک سال گزشتہ کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، رقم:۱۱۶۲، بیت الافکار)

اس کے علاوہ کسی بھی نفل عمل کے بارے میں دیکھیں کہ عام دنوں میں اس کا ایک ہی اجر ہے؛ لیکن یہی نفل عمل رمضان المبارک میں فرائض کے برابر حصولِ اجر کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دن میں ادا کی گئی نفل نماز اور رات کے وقت ادا کی گئی نفل نماز (نمازِ تہجد) کے اجر میں زمین آسمان کا فرق ہے، نمازِ تہجد کو حدیثِ پاک میں ''أفضلُ الصلاۃ بعد الفریضۃ'' کہا گیا ہے، (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۱۶۳، بیت الافکار)، اور پھر صرف اسی پر بس نہیں؛ بلکہ عام راتوں میں ادا کی گئی نفل نمازیں ایک طرف اور لیلۃ القدر میں ادا کی گئی نفل نماز دوسری طرف، دونوں کے اجر وثواب میں مشرق ومغرب کا فرق ہے، اس کے بارے میں تو فرمایا گیا کہ: ''لیلۃُ القَدْرِ خیرٌ مِنْ ألفِ شَھْرٍ۔''

مندرجہ بالا مثالوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ زمانے کے بدلنے سے اللہ کے ہاں عبادات کا بھی رتبہ بدل جاتا ہے؛ لیکن اس جگہ ایک بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مختلف زمانوں میں، جن جن میں عبادات سے متعلق اجر وثواب

کی زیادتی بتلائی گئی ہے، وہ سب کی سب ’’منزّل من اللہ‘‘ ہیں، ان کے اجر وثواب کی زیادتی کی خبر بذریعۂ وحی بزبانِ نبوت معلوم ہوئی ہے، انسان خود اپنی چاہت سے اپنی سوچ سے کسی خاص دن میں کسی خاص عبادت کا الگ سے کوئی اجر مقرر نہیں کرسکتا۔

ستائیسویں رجب/شبِ معراج

رجب کی ستائیسویں شب میں موجودہ زمانے میں طرح طرح کی خرافات پائی جاتی ہیں، اس رات حلوہ پکانا، رنگین جھنڈیاں، آتش بازی اور مٹی کے چراغوں کو جلا کے گھروں کے درو دیوار پر رکھنا وغیرہ وغیرہ، جن کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اِن کو عبادت اور ثواب سمجھ کے کیا جاتا ہے تو یہ بدعت کہلائیں گی؛ کیونکہ نہ تو اِن سب اُمور کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس کیا، نہ ان کے کرنے کا حکم کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا، اور نہ ہی کرنے کا حکم کیا۔ اور اگر ان اُمور کو عبادت سمجھ کے نہیں کیا جاتا؛ بلکہ بطورِ رسم کیا جاتا ہے تو ان میں فضول خرچی، اسراف اور آتش بازی کی صورت میں جانی نقصان کا خدشہ، سب اُمور شرعاً حرام ہیں۔

اِن تمام اُمور کو اِس بنیاد پر سرانجام دیا جاتا ہے کہ ۲۷ ویں رجب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج کروایا گیا، عوام کے اس رات اِس اہتمام سے پتہ چلتا ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب کو ہی حتمی اور قطعی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے؛ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفرِ معراج کب کروایا گیا؟ اِس بارے میں تاریخ، مہینے؛ بلکہ سال میں بھی بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے؛ جس کی بناء پر ستائیسویں شب کو ہی شبِ معراج قرار دینا یکسر غلط ہے، اگرچہ مشہور قول یہی ہے۔

دوسری بات! شبِ معراج جس رات یا مہینے میں بھی ہو، اُس رات میں کسی قسم کی بھی متعین عبادت شریعت میں منقول نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ اِس رات میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بڑا شرف بخشا گیا، آپ کے ساتھ بڑے اعزاز و اکرام والا معاملہ کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر بُلا کے بہت سے ہدیے دیے گئے؛ لیکن امت کے لیے اس بارے میں کسی قسم کی کوئی فضیلت والی بات کسی نے نقل نہیں کی۔

شبِ معراج افضل ہے یا شبِ قدر؟:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اِن دونوں راتوں (شبِ قدر اور شبِ معراج) میں سے کون سی رات افضل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں لیلۃ المعراج افضل ہے اور امت کے حق میں لیلۃ القدر، اس لیے کہ اِس رات میں جن انعامات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختص کیا گیا وہ ان (انعامات) سے کہیں بڑھ کے ہیں جو (انعامات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) شبِ قدر میں نصیب ہوئے، اور امت کو جو حصہ (انعامات) شبِ قدر میں نصیب ہوا، وہ اس سے کامل ہے جو (امت کو شبِ معراج میں) حاصل ہوا، اگرچہ امتیوں کے لیے شبِ معراج میں بھی بہت بڑا اعزاز ہے؛ لیکن اصل فضل، شرف اور اعلیٰ مرتبہ اُس ہستی کے لیے ہے جس کو معراج کروائی گئی۔ (مجموعہ الفتاویٰ، کتاب الفقہ، کتاب الصیام، رقم الحدیث: ۲۳–۲۵/۱۳۰، دارالوفاء)

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی قسم کا ایک لمبا سوال و جواب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نقل کیا ہے، اور اس کے بعد لکھا ہے کہ: ’’اِس جیسے اُمور میں کلام کرنے کے لیے قطعی حقائق کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن کا علم ’’وحی‘‘ کے بغیر ممکن نہیں‘‘ اور اِس معاملے میں کسی تعیین کے بارے میں وحی خاموش ہے؛ لہٰذا بغیر علم کے اِس بارے میں کلام کرنا جائز نہیں ہے۔‘‘ (زاد المعاد، التفاضل بین لیلۃ القدر و لیلۃ الاسراء: ۱/۵۷، ۵۸، مؤسسۃ الرسالۃ)

چنانچہ! جب اتنی بات متعین ہوگئی کہ امت کے حق میں شبِ معراج کی کوئی فضیلت منصوص نہیں، علاوہ اس بات کے کہ اس رات کا ۲۷/ رجب کو ہی ہونا بھی قطعی نہیں ہے تو اِس رات کو یا اِس کے دن کو کسی عبادت کے لیے جداگانہ طور پر متعین کرنا کسی طرح درست نہیں ہے، اب ذیل میں شبِ معراج کے وقتِ وقوع کے بارے میں جمہور علماء کی تحقیق پیش کی جائے گی:

واقعہ معراج کب پیش آیا؟:

علماءِ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کب کروائی گئی، اس بارے میں (یعنی جس سال میں معراج کروائی گئی) عموماً دس اقوال ملتے ہیں: اکثر علماء کرام کے نزدیک اتنی بات تو متعین ہے کہ واقعہ معراج ’’بعثت‘‘ کے بعد پیش آیا؛ البتہ بعثت کے بعد کے زمانے میں اختلاف ہے، چنانچہ (۱) ابن سعدؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کروائی گئی۔ (۲) ابن جوزیؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل ہوئی۔ (۳) ابوالربیع بن سالمؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے

چھ ماہ قبل ہوئی۔(۴)ابراہیم الحربیؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل ہوئی۔(۵)ابن عبدالبرؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ قبل کی ہے۔(۶)ابن فارسؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور تین ماہ قبل کی ہے۔(۷)سدّی نے ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ قبل کا قول نقل کیا ہے۔(۸)ابن الاثیرؒ نے ہجرت سے تین سال قبل کا قول اختیار کیا ہے۔(۹)زہریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ واقعہ معراج ہجرت سے پانچ سال قبل پیش آیا۔(۱۰)ایک قول بعثت سے پہلے وقوعِ معراج کا بھی ہے؛لیکن یہ قول شاذ ہے،اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

اِن اقوال میں سے سب سے زیادہ مشہور قول جس کو ترجیح دی گئی ہے وہ ہجرت سے ایک سال قبل کا ہے۔(فتح الباری:۷/ ۲۵۴،دارالسلام، سبلُ الہدیٰ والرشاد:۳/ ۶۵،دارالکتب العلمیہ)

معراج کس مہینے میں ہوئی ؟:

جس طرح وقوعِ معراج کے سال میں اختلاف ہے اسی طرح مہینے کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ واقعہِ معراج کس مہینے میں پیش آیا،اس بارے میں بعض جگہ پانچ مہینوں کا ذکر مختلف اقوال میں ملتا ہے اور بعض جگہ چھ مہینوں کا۔(۱) بہت سارے علماء کے نزدیک ربیع الاول کے مہینے میں واقعہ معراج پیش آیا۔(۲)ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ نے ربیع الاخر کے مہینے میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔(۳)عبدالغنی بن سرور المقدسیؒ نے رجب کے مہینے کو ترجیح دی ہے،یہی قول مشہور بھی ہے۔(۴) سدّی نے شوال میں معراج کا ہونا لکھا ہے(۵)ابن فارسؒ نے ذی الحجہ میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔(شرح المواہب للزرقانی: ۲/ ۷۰، دارالکتب العلمیہ، عمدۃ القاری:۱۷/ ۲۷،دارالکتب العلمیہ)

معراج کس رات میں ہوئی ؟:

علامہ زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں تین اقوال مشہور ہیں: پہلا قول جمعے کی رات کا ہے،دوسرا قول ہفتہ کی رات اور تیسرا قول پیر کی رات کا ہے؛ چونکہ معراج کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے؛اس لیے رات کی تعیین میں حتمی قول اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔(سُبل الہدیٰ والرشاد: ۳/ ۶۵،دارالکتب العلمیہ)

تعیینِ شبِ معراج میں اتنا اختلاف کیوں؟:

علماءِ سیر نے خوب تحقیق کے بعد اُن صحابہ کی تعداد اور نام لکھے ہیں،جنہوں نے قصہ معراج کو نقل کیا،کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیل سے؛ چنانچہ علامہ قسطلانیؒ نے (المواہب اللدنیہ:۲/ ۳۴۵، میں) چھبیس صحابہ کرامؓ کے نام شمار کیے ہیں،اور علامہ زرقانیؒ نے اس کتاب کی شرح میں ان صحابہ کرامؓ کے ناموں میں اضافہ کرتے ہوئے پینتالیس کی تعداد اور ان کے نام ذکر کئے ہیں، (شرح العلامۃ الزرقانی: ۸/ ۷۶، دارالکتب العلمیہ) اس تفصیل کے بعد قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قصے کی تفصیل بیان کرنے والے اصحابِ رسول کی اتنی بڑی تعداد ہے اور اس کے باوجود جس رات میں یہ واقعہ پیش آیا اس رات کی حتمی تاریخ کسی نے بھی نقل نہیں کی، آخر کیوں؟ کتبِ سیر میں غور کرنے کے بعد سوائے اس کے کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگرچہ اِس رات میں اتنا بڑا واقعہ پیش آیا؛لیکن اس کی بنا پر اس رات کو کسی مخصوص عبادت کے لیے متعین کرنا نہ تو کسی کو سُوجھا اور نہ ہی زبانِ نبوت سے اس بارے میں کوئی حکم صادر ہوا،اور نہ ہی اس رات کی اس طرح سے تعظیم کسی صحابیِ رسول کے ذہن میں پیدا ہوئی،لیکن اس کے باوجود یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرعی وابستہ نہیں تھا تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضورِ اکرم ﷺ کے خدوخال اور نقش ونگار کو بھی بمقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟ تو اس سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: ’’کہ اس شب میں خرافات و بدعات کی بھر مار کا شدید خطرہ تھا، حضور ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سدّ باب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا۔‘‘ (سات مسائل،ص:۱۶، دارالافتاء والارشاد،کراچی)

کیا کسی بھی درجے میں یہ بات سوچی جا سکتی ہے کہ العیاذ باللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نبی اکرم ﷺ سے عشق ومحبت نہ تھی، یا اُن کو اس رات میں نبی اکرم ﷺ کو ملنے والے اتنے بڑے اعزاز کی خوشی نہیں ہوئی، ہرگز نہیں! اُن سے بڑا عاشقِ رسول کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا لیکن اُن کا عشق حقیقی تھا،جس کی بنا پر اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو ہی نہیں سکتا تھا، جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی منشاء کے خلاف ہوتا، وہ تو خیر کے کاموں کی طرف بہت تیزی سے لپکنے والے تھے، لہٰذا اگر اس رات میں کوئی مخصوص عبادت ہوتی تو وہ ضرور اسے سرانجام دیتے اور اسے امت تک بھی پہنچاتے، لیکن ایسا کوئی بھی اقدام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ میں

نہیں ملتا، تو جب کوئی خیر کا کام ان کو نہیں سُوجھا تو وہ ''خیر'' ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وہ بدعت ہوگا، جیسا کہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے: ''کلّ عبادةٍ لم یَتَعبَّدْھا أصحابُ رسولِ اللہ ﷺ فلا تَعْبُدُوھا'' (الاعتصام للشاطبیؒ، باب فی فرق البدع و المصالح المرسلۃ: ۱/۴۱۱، دارالمعرفۃ) ترجمہ: ''ہر وہ عبادت جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا، سو تم بھی اسے مت کرو۔''

بدعت کی پہچان کے لیے معیار:

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ:

''وأمّا أھلُ السنۃِ والجماعۃِ فیقولون فیکلِ فعلٍ و قولٍ لم یثبُت عن الصحابۃ، ھو بدعۃٌ لأنہ لو کان خیراً سبقونا إلیہ، إنھم لم یترکوا خصلۃً من خصالِ خیرٍ إلاّ و قدبادَرُوا إلیھا۔''

(تفسیر ابن کثیر، الاحقاف: ۱۱، دارالسلام)

ترجمہ: ''اہل سنت والجماعۃ یہ فرماتے ہیں کہ جو فعل حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ اچھا کام ہوتا تو ضرور حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہم سے پہلے اُس کام کو کرتے، اِس لیے کہ انھوں نے کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنۂ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر (نیک) کام میں سبقت لے گئے۔''

اصلاحی خطبات سے ایک اقتباس:

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں کہ: ''۲۷/ رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہوگیا ہے کہ یہ شبِ معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گذارنا چاہیے جس طرح شب قدر گزاری جاتی ہے اور جو فضیلت شبِ قدر کی ہے، کم وبیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے؛ بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ''شبِ معراج کی فضیلت شبِ قدر سے بھی زیادہ ہے'' اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے کہ اس رات میں اتنی رکعات پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں فلاں فلاں سورتیں پڑھی جائیں، خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں مشہور ہوگئیں، خوب سمجھ لیجئے: یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷/ رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے، جس میں نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے؛ کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں تشریف لے گئے تھے، بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے، اس لیے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی رات صحیح معنوں میں معراج کی رات تھی، جس میں آنحضرت ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تھے اس سے آپ خود اندازہ کر لیں کہ اگر شب معراج بھی شبِ قدر کی طرح کوئی مخصوص عبادت کی رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شبِ قدر کے بارے میں ہیں، تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا؛ لیکن چونکہ شب معراج کی تاریخ محفوظ نہیں تو اب یقینی طور سے ۲۷/ رجب کو شبِ معراج قرار دینا درست نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ ﷺ ۲۷/ رجب کو ہی معراج کے لیے تشریف لے گئے تھے، جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہ مقامِ قرب عطا فرمایا اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لیے نمازوں کا تحفہ بھیجا، تو بیشک وہی ایک رات بڑی فضیلت والی تھی، کسی مسلمان کو اس کی فضیلت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لیکن یہ فضیلت ہر سال آنے والی ۲۷/ رجب کی شب کو حاصل نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ (بعض روایات کے مطابق) یہ واقعہ معراج سن ۵ نبوی میں پیش آیا، یعنی حضور ﷺ کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شبِ معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپ ﷺ نے شبِ معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شبِ قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود آپ ﷺ جاگے اور نہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تاکید فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کے دنیا سے

تشریف لے جانے کے بعد تقریباً سو سال تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ثابت نہیں ہے، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲۷/ رجب کو خاص اہتمام کرکے منایا ہو؛ لہٰذا جو چیز حضورِ اکرم ﷺ نے نہیں کی اور جو چیز آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا، یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (العیاذ باللہ!) حضور ﷺ سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عمل نہیں کیا تو میں اس کو کروں گا تو اس کے برابر کوئی احمق نہیں۔‘‘

(اصلاحی خطبات: ۱/ ۴۸-۵۱، میمن اسلامک پبلشرز)

’’حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا؛ لہٰذا اس رات میں عبادت کے لیے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے دیں وہ بہتر ہی بہتر ہے؛ لہٰذا آج کی رات بھی جاگ لیں، لیکن اس رات میں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق اور نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہئے۔‘‘

(اصلاحی خطبات: ۱/ ۵۱، ۵۲، میمن اسلامک پبلشرز)

ہزاری روزہ:

عوام میں یہ مشہور ہے کہ ۲۷/ رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت ہے؛ حتی کہ اس بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس ایک دن کے روزے کا اجر ایک ہزار روزے کے اجر کے برابر ہے، جس کی بنا پر اسے ’’ہزاری روزے‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے؛ حالانکہ شریعت میں اس روزے کی مذکورہ فضیلت صحیح روایات میں ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں اور بعض روایات جو موضوع تو نہیں، لیکن شدید ضعیف ہیں، جس کی بنا پر اس دن کے روزے کے سنت ہونے کے اعتقاد یا اس دن کے روزے پر زیادہ ثواب ملنے کے اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اس بارے میں اکابرین، علماء امت نے امت کے ایمان و اعمال کی حفاظت کی خاطر راہنمائی کرتے ہوئے فتاویٰ صادر فرمائے، جو ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

فتاویٰ رشیدیہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ماہِ رجب میں ہونے والی ’’رسمِ تبارک‘‘ اور ’’رجب کے ہزاری روزے‘‘ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’اِن دونوں امور کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ اِن کے ناجائز ہونے کی (کتاب) اصلاح الرسوم، براہینِ قاطعہ اور اریجہ میں درج ہیں۔‘‘

(فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۴۸، ادارہ اسلامیات)

فتاویٰ محمودیہ:

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ’’ماہِ رجب میں تواریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں؛ لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچتیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ’’ما ثبت بالسنۃ‘‘ میں ذکر کیا ہے کہ: ’’بعض (روایات) بہت ضعیف اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں۔‘‘

(فتاویٰ محمودیہ: ۳/ ۲۸۱، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ’’عوام میں ۲۷/ رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے؛ مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اِس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، ’’ما ثبت بالسنۃ‘‘ میں اِس کی تفصیل موجود ہے۔‘‘

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/ ۲۰۲، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ’’ستائیسویں رجب کے روزے کو جسے عوام ’’ہزارہ روزہ‘‘ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔‘‘ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل: ۶/ ۴۰۶، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

فتاویٰ رحیمیہ:

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ’’ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں؛

لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشورا کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے۔''

(فتاویٰ رحیمیہ: ۷/۲۷۴، دارالاشاعت، کراچی)

بہشتی زیور:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (رجب کے چاند کے بارے میں) لکھتے ہیں کہ: ''اس کو عام لوگ ''مریم روزہ کا چاند'' کہتے ہیں، اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک روزہ میں ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے، اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے، بعضی جگہ اس مہینے میں ''تبارک کی روٹیاں'' پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔''

(بہشتی زیور: ۶/۶۰، دارالاشاعت، کراچی)

عمدۃ الفقہ:

حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ہزاری روزہ یعنی ستائیس رجب المرجب کا روزہ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث) میں اس کی فضیلت آئی ہے؛ لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت ومنع ہے۔''

(عمدۃ الفقہ: ۳/۱۹۵، زوار اکیڈمی)

خلاصہ کلام:

مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷/رجب کے روزے کی بے سند و بے بنیاد مشہور ہوجانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے، کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے صحیح نہج پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اور ان کو اوروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ ☆☆

مخلصانہ مشورہ

نیم حکیموں سے علاج کرانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔
ہمیشہ مستند اور تجربہ کار معالج سے علاج کروائیں۔ بفضل تعالیٰ 80 سال عمر اور 40 سالہ طبی تجربہ ہے
فاضل الطب والجراحت اور مستند پنجاب فارمیسی کونسل ہوں۔ پنجاب ہیلتھ کیئر سے رجسٹرڈ اور لائسنس یافتہ ہوں
طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار-3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند لے چکا ہوں۔ متحدہ طبی محاذ کا سرپرست اعلیٰ ہوں۔
میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء مبلغ 800 روپے میں خرید کر علاج بالتدبیر اور علاج بالغذاء خود کریں
طویل تجربہ کے بعد مندرجہ ذیل کورسز تیار کیئے ہیں۔ ان میں کوئی نشہ آور۔ زہریلی اور ایلوپیتھک دوائی شامل نہیں ہے
جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں۔ مس کال نہیں کال کیجیے
یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
جاز کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

نسیان	دمہ	دل کے وال بند ہونا	بھوک بند ہونا	گیس	نقرس	السر	سلسل البول	بے اولادی	مہروں کا خلاء	چھوٹا قد	ٹینشن	طلاء محرک	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	تھیلاسیمیا
مرگی	تپ دق	دل گھبرانا	دائمی قبض	پتھری گردہ	عرق النساء	شوگر	بول بستری	بندش ٹیوبز	اولاد نرینہ	الرجی	طلاء مسمن	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	کمی سپرم	ہیموفیلیا
بندنزلہ	ٹی بی	سانس پھولنا	سوزاک	وجع المفاصل	کمر درد	برص	بال گرنا	اسقاط	سوکڑا	قطرے آنا	طلاء ملذذ	خاموش جنون	اماس	کمی انتشار	عنانت
کیرا	دل کا دورہ	ناک کی ہڈی بڑھ جانا	بواسیر	تحجر المفاصل	تشنج و کزاز	رسولیاں	بال سفید ہونا	ہسٹریا	دبلاپن	پس سیل	طلاء ممسک	فالج	استسقاء	کبجی لاغری کوتاہی	ایزوسپرمیا
لکنت	دل میں سوراخ	تریاق نشہ	بھگندر	گینٹھیا	ایڑی کا درد	تقطیر البول	اٹھرا	کمی خون	موٹاپا	کڑل پڑنا	طلاء مطول	اعضاء کا سن ہونا	اعصابی کمزوری	لیوکیمیا	سدا جوانی

دُعا.... مؤمن کا عظیم ہتھیار

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

دعا کی حقیقت:

دُعا کے لغوی معنی ہیں پکارنا اور بلانا، شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست کرنے کو دعا کہتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اور دل سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (الزمر:۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے: دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ (ترمذی: باب ماجاء فی فضل الدُعاء)

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دُعا عین عبادت ہے۔ (ترمذی: باب ماجاء فی فضل الدُعاء)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام وصالحین کی دعاؤں کا ذکر اپنے پاک کلام (قرآن کریم) میں متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔

دُعا کی ضرورت:

ہر شخص محتاج ہے اور زمین وآسمان کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں، وہی سائلوں کو عطا کرتا ہے، ارشاد باری ہے: اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ (محمد:۳۸)

انسان کی محتاجی اور فقیری کا تقاضہ یہی ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ سے اپنی حاجت وضرورت کو مانگے اور اپنے کسی بھی عمل کے ذریعہ اللہ سے بے نیازی کا شائبہ بھی نہ ہونے دے کیونکہ یہ مقام عبدیت اور دعا کے منافی ہے۔

دُعا کی اہمیت:

دعا کی اہمیت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں اپنے بندوں کو نہ صرف دُعا مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ نیز ارشاد باری ہے: (اے پیغمبر) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (فرمادیجئے کہ) میں قریب ہی ہوں، جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔ (البقرۃ:۱۸۶)

غرضیکہ دعا قبول کرنے والا خود ضمانت دے رہا ہے کہ دعا قبول کی جاتی ہے، اس سے بڑھ کر دعا کی اہمیت کیا ہوسکتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بندوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: تمہارے پروردگار نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ (المؤمن:۶۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے، بلکہ اس کے فضائل اور آداب بھی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کوئی عمل عزیز نہیں ہے۔ یعنی انسانوں کے اعمال میں دُعا ہی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ہے۔ (ابن ماجہ: باب فضل الدُعاء)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی دُعا کرے۔ (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے، ''اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤمِن'' (رواہ ابویعلی وغیرہ)

دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہوسکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پروردگار میں بدرجہ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردے، یعنی کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد درحقیقت

سائل کے لئے اُمید کی کرن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا کریم ہے جو مانگنے والوں کو کبھی محروم نہیں کرتا اور بندہ کی مصلحت کے مطابق ضرور عطا کرتا ہے۔

قرآن وحدیث سے جہاں دُعا کی اہمیت و فضیلت اور پسندیدگی معلوم ہوتی ہے، وہیں احادیث میں دُعا نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بھی وعید آئی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔‘‘

(ترمذی: باب ماجاء فی فضل الدعاء)

دنیا میں ایسا کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، حتی کہ والدین بھی اولاد کے ہر وقت مانگنے اور سوال کرنے سے چڑ جاتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور مانگنے پر اسے پیار آتا ہے۔

دُعا کے چند اہم آداب:

دعا چونکہ ایک اہم عبادت ہے، اس لئے اس کے آداب بھی قابل لحاظ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات دی ہیں، دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ احادیث میں دعا کے لئے مندرجہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے، جن کو ملحوظ رکھ کر دُعا کرنا بلاشبہ قبولیت کی علامت ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو ایسا نہ کرے کہ دُعا ہی کو چھوڑ دے، دعا ان شاء اللہ ہر حال میں مفید ہے۔ آداب دعا میں بعض کو رکن یا شرط یا واجب کا درجہ حاصل ہے، جبکہ کچھ چیزیں مستحبات دعا کے زمرہ میں آتی ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جن سے دعا کے موقع پر منع کیا گیا ہے، جو منہیات ومکروہات دُعا کہلاتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

دعا کے چند اہم ارکان، شرائط اور واجبات:

اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ دُعا کرنا، یعنی یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورتوں کو پوری کرنے والا ہے، ارشاد باری ہے: ’’تم لوگ اللہ کو خالص اعتقاد کرکے پکارو۔‘‘ (المؤمن: ۱۴)

دعا کے قبول ہونے کی پوری اُمید رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ بلاشبہ قبول کرے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ سے اس طرح دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو۔‘‘ (ترمذی)

دعا کے وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاضر اور متوجہ رکھنا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دُعا قبول نہیں کرتا جو صرف اوپری دل سے اور توجہ کے بغیر دُعا کرتا ہے۔‘‘ (ترمذی)

غرضیکہ دُعا کے وقت جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور خشوع وخضوع اور سکون قلب ورقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

دعا کرنے والے کی غذا اور لباس حلال کمائی سے ہونا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص دور دراز کا سفر کرے اور نہایت پریشانی وپراگندگی کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتے ہوئے دُعا کرے جب کہ اس کی غذا اور لباس سب حرام سے ہو اور حرام کمائی ہی استعمال کرتا ہو تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟‘‘ (صحیح مسلم)

دُعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی دُعا مانگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی وثنا سے دُعا کا آغاز کرے پھر مجھ پر درود بھیجے، پھر جو چاہے مانگے۔ (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ’’دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے یعنی درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔‘‘ (ترمذی)

دعا کے وقت گناہ کا اقرار کرنا، یعنی پہلے گناہ سے باہر نکلنا، اس پر ندامت کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔

دعا آہستہ اور پست آواز سے کرنا یعنی دعا میں آواز بلند نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’تم لوگ اپنے پروردگار سے دُعا کیا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ۔‘‘ (الاعراف: ۵۵) (البتہ اجتماعی دعا تھوڑی آواز کے ساتھ کریں)۔

دعا کے چند اہم مستحبات: وہ اُمور جن کا دُعا کے وقت اہتمام کرنا اولیٰ وبہتر ہے:

☆.... دعا سے پہلے کوئی نیک کام مثلاً نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

☆.... قبلہ کی طرف رُخ کرکے دوزانو ہو کر بیٹھنا اور دونوں ہاتھوں کا مونڈھوں تک اس طرح اُٹھانا کہ ہاتھ ملے رہیں اور انگلیاں بھی ملی ہوں اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوں۔

☆.... اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کرکے دعا کرنا۔

☆.... اس بات کی کوشش کرنا کہ دُعا دل سے نکلے۔ دُعا میں اپنے خالق ومالک کے سامنے

گڑ گڑانا، یعنی رو رو کر دعائیں مانگنا یا کم از کم رونے کی صورت بنانا۔

☆.... دعا کو تین تین مرتبہ مانگنا۔

☆.... دُعا کے وہ الفاظ اختیار کرنا جو قرآن کریم میں آئے ہیں یا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کیونکہ جو دُعائیں قرآن کریم میں آئی ہیں ان کے الفاظ خود قبولیت کی دلیل ہیں اور احادیث میں بھی ان کی فضیلت مذکور ہے اور جو دُعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہیں وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوں گی۔

☆.... تمام چھوٹی اور بڑی حاجتیں سب اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا۔

☆.... نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد دُعا مانگنا۔

☆.... دعا کرانے والا اور ساتھ میں دعا کرنے والے کا دعا کے بعد آمین کہنا، اور اخیر میں دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لینا۔

منہیاتِ ومکروہاتِ دعا: وہ اُمور جن کا دعا کے وقت کرنا ممنوع یا مکروہ ہے:

☆.... دعا کے وقت اسباب کی طرف نظر نہ ہو بلکہ اسباب وتدابیر سے قطع تعلق ہو کر مسبب الاسباب کی ذات پر یقین رکھنا۔

☆.... دعا میں حد سے تجاوز کرنا غلط ہے، یعنی کسی ایسے امر کی دعا نہ کرنا جو شرعاً یا عادۃً محال ہو یا جو بات پہلے ہی طے ہو چکی ہو مثلاً یوں نہ کہے کہ فلاں مردہ کو زندہ کر دے یا عورت یہ دُعا کرے کہ مجھے مرد بنا دے، ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

☆.... دعا میں کسی قسم کا تکلف یا قافیہ بندی نہ کرے کیونکہ یہ امر حضور قلب سے باز رکھتا ہے اور اگر خود بخود بمقتضائے طبیعت قافیہ بندی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

☆.... اپنی جان مال اور اولاد کے لئے بددعا نہ کرے، ممکن ہے کہ قبولیت کی ساعت میں یہ بددعا نکلے اور بعد قبولیت پشیمانی اٹھانی پڑے۔

☆.... دعا کی عدم قبولیت پر مایوس ہو کر دعا کرنا نہ چھوڑنا بلکہ حتی الامکان پر امید رہنا اور دعا قبول ہو یا نہ ہو اپنے مالک کے روبرو ہاتھ پھیلاتے رہنا، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے اور دعا قبول ہو جائے۔

قبولیت دعا کے بعض اوقات وحالات:

☆.... یوں تو دعا ہر وقت قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ اوقات وحالات ایسے ہیں جن میں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے، اس لئے ان اوقات وحالات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے:

☆.... شب قدر یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی راتیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

☆.... ماہ رمضان المبارک کے تمام دن ورات، اور عید الفطر کی رات۔

☆.... عرفہ کا دن (۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک)۔ (ترمذی)

☆.... مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سے طلوعِ آفتاب سے پہلے تک۔

☆.... جمعہ کی رات اور دن۔ (ترمذی، نسائی)

☆.... آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک۔

☆.... ساعت جمعہ: احادیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆.... مگر اس گھڑی کی تعیین میں روایات اور علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ روایات اور اقوال صحابہؓ وتابعین سے دو وقتوں کی ترجیح ثابت ہے، اوّل امام کے خطبہ کے لئے ممبر پر جانے سے لے کر نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک (مسلم)، خاص کر دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت۔ خطبہ کے درمیان زبان سے دعا نہ کریں، البتہ دل میں دعا مانگیں، اسی طرح خطیب خطبہ میں جو دعائیں کرتا ہے ان پر بھی دل ہی دل میں آمین کہہ لیں۔ قبولیت دعا کا دوسرا وقت جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (ترمذی)

☆.... اذان واقامت کے درمیان۔ (ترمذی)

☆.... فرض نماز کے بعد۔ (نسائی)

☆.... سجدہ کی حالت میں۔ (مسلم)

☆.... تلاوت قرآن کے بعد۔ (ترمذی)

☆.... آب زم زم پینے کے بعد۔ (مستدرک حاکم)

☆.... جہاد میں عین لڑائی کے وقت۔ (ابوداؤد)

☆.... مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔ (صحاح ستہ)

☆.... بارش کے وقت۔ (ابوداؤد)

☆.... بیت اللہ پر پہلی نگاہ پڑتے وقت۔ (ترمذی)

دعا قبول ہونے کے چند اہم مقامات:

یوں تو دُعا ہر جگہ قبول ہو سکتی ہے، مگر کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا کے قبول ہونے کی توقع زیادہ ہے:

☆.... طواف کرتے وقت۔

☆.... ملتزم پر چمٹ کر: (ملتزم اس جگہ کو

کہتے ہیں جو حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان ہے، ملتزم عربی میں چمٹنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے؛ چونکہ اس جگہ چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اس لئے اس کو ملتزم کہتے ہیں)۔

☆.... حطیم میں خاص کر میزاب رحمت کے نیچے۔

☆.... بیت اللہ شریف کے اندر۔

☆.... صفا ومروہ پر، اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے وقت۔

☆.... مقام ابراہیم کے پیچھے۔

☆.... مشاعر مقدسہ (عرفات، مزدلفہ اور منیٰ) میں۔

☆.... جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے بعد وہاں سے ذرا دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر۔

مستجاب الدعوات بندے:

وہ حضرات جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور احادیث میں جن کی دُعاؤں کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے:

☆.... مظلوم کی دعا یعنی ایسا شخص جس پر کسی طرح کا ظلم ہوا ہو۔(بخاری ومسلم)

☆.... مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعا۔ (بخاری ومسلم)

☆.... والدین کی دُعا اولاد کے حق میں تیزی کے ساتھ اثر کرتی ہے، لہٰذا ہمیشہ ان کی دُعائیں لیتے رہنا چاہئے اور اُن کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔(مسلم)

☆.... اسی طرح وہ اولاد جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دل وجان سے ان کی خدمت کرے ان کی دُعاؤں میں بھی شانِ قبولیت پیدا ہوجاتی ہے۔

☆.... مسافر یعنی جو اپنے گھر بار اہل وعیال سے دور ہو، مسافر چونکہ اپنے مقام سے دور ہوتا ہے، آرام نہ ملنے کی وجہ سے مجبور اور پریشان ہوتا ہے، جب اپنی مجبوری اور حاجت مندی کی وجہ سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا اخلاص سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور صدق دل سے نکلنے کی وجہ سے قبول ہوتی ہے۔(ابوداؤد)

☆.... افطار کے وقت روزہ دار کی دعا کیونکہ یہ وقت لمبی بھوک پیاس کے بعد کھانے پینے کے لئے نفس کے شدید تقاضے کا ہوتا ہے، چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک فریضہ کو انجام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوک پیاس برداشت کی ہے اس لئے روزہ کے اختتام پر بندہ کو یہ مقام دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس وقت دُعا کرے تو ضرور قبول کی جائے۔(ترمذی)

☆.... ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعا بھی مقبول ہے، اپنے لئے تو سب دعا کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی خصوصی اور عمومی دعا کرنی چاہئے، خواہ کوئی دعا کے لئے کہے یا نہ کہے، دوسروں کے لئے دعا کرتے رہیں کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد از جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو۔ (ترمذی) کیونکہ یہ دعا ریاکاری سے پاک ہوتی ہے، محض خلوص اور محبت

مولانا عبدالرحمٰن بہاولپوریؒ

..................مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

احمد پوری گیٹ کے اندر محلہ اسلام پورہ کے رہنے والے مولانا عبدالرحمٰن تھے۔ آپ نے دورۂ حدیث شریف دارالعلوم کبیر والا سے کیا۔ دارالعلوم کبیر والا کے اساتذۂ کرام مولانا مفتی عبدالقادرؒ، مولانا ارشاد احمدؒ، مولانا مفتی محمد انورؒ اور دوسرے اساتذۂ کرام سے علوم نبویہ کی تحصیل کی، کچھ عرصہ نواب شاہ اور بہاولپور کے مدارس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۲۰۰۲ء میں جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں مدرس مقرر ہوئے جامعہ کے اساتذہ کرام کی نگرانی میں چھوٹی بڑی کتابیں پڑھائیں۔ الفتح گراؤنڈ فیصل آباد کی ختم نبوت کانفرنس میں سائیکل وموٹر سائیکل اسٹینڈ کی ذمہ داری خود لیتے اور خوب نبھاتے۔ عرصہ کئی سال سے وہ یہ ذمہ داری سنبھالے ہوئے چلے آرہے تھے، ہمارے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ سے بھرپور دوستانہ تھا۔ ان کی وساطت سے مجلس کے دوسرے پروگراموں میں شرکت فرماتے۔ ۶؍دسمبر ۲۰۲۳ء کو صبح سوا نو بجے دل کا دورا پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا، پونے ایک بجے آپ کی نماز جنازہ جامعہ امدادیہ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں مشائخ عظام، علما کرام، قرأ، طلبا، اور حفاظ نے شرکت کی۔ جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طیب مدظلہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعد ازاں ان کی میت بہاولپور لے جائی گئی۔ جہاں ان کی نماز جنازہ کی امامت ان کے استاذ محترم اور اس وقت دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم حضرت مولانا مفتی حامد حسن مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی اور انہیں آبائی قبرستان بہاولپور میں سپرد خاک کیا گیا۔ ورثا میں ایک بیٹا تین بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائیں۔ سیئات سے درگزر فرمائیں۔ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ کی معیت میں ۱۶؍دسمبر کو اساتذۂ جامعہ سے تعزیت کا اظہار اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی گئی۔

کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور اس میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ (بھائی کے حق میں تو نے جو دعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی نعمت و دولت کی خوشخبری ہے۔(مسلم)

☆....حجاج ومعتمرین کی دُعا، جو شخص حج یا عمرہ کے سفر پر نکلا ہو اس کی دعا قبول ہونے کا وعدہ حدیث میں ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج وعمرہ کے مسافر بارگاہ الٰہی کے خصوصی مہمان ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی بخشش فرمادے۔(ابن ماجہ ونسائی)

☆....مریض اور مجاہد فی سبیل اللہ کی دعا، احادیث سے ثابت ہے کہ مریض جب تک شفایاب نہ ہو اور مجاہد جب تک واپس نہ ہو ان کی دُعا بھی قبول ہوتی ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لئے کہو۔(ابن ماجہ)

☆....مجاہد فی سبیل اللہ، اللہ کے راستہ میں اپنی جان ومال کی قربانی دینے کے لئے نکل کھڑا ہوا تو جب مجاہد دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

دُعا قبول ہونے کی علامت:

دعا قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ دعا مانگتے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرنا، اللہ کا خوف طاری ہونا، بے اختیار رونا آجانا، بدن کے روئیں کھڑے ہوجانا، اس کے بعد اطمینان قلب اور ایک قسم کی فرحت محسوس ہونا، بدن ہلکا معلوم ہونے لگنا، گویا کندھوں پر سے کسی نے بوجھ اُتار لیا ہو۔جب ایسی حالت پیدا ہو تو اللہ کی طرف خشوع قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کی خوب حمد و ثنا اور درود کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، رشتہ داروں، اساتذہ اور مسلمانوں کے لئے گڑگڑا کر دُعا کریں۔انشاء اللہ اس کیفیت کے ساتھ کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوگی۔دعا کی قبولیت میں جلدی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ دعا کی قبولیت کا وقت معین ہے اور نا اُمید بھی نہیں ہونا چاہئے اور یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناامید ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں۔دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مطلوب سے بہتر کوئی دوسری شی انسان کو عطا فرماتا ہے، یا کوئی آنے والی مصیبت دور کردیتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعا مظہر عبدیت اور ایک اہم عبادت ہے۔دعا مضطرب قلوب کے لئے سامان سکون، گمراہوں کے لئے ذریعۂ ہدایت، متقیوں کے لئے قرب الٰہی کا وسیلہ اور گنا ہگاروں کے لئے اللہ کی بخشش ومغفرت کی بادِ بہار ہے۔اس لئے ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی وسستی نہیں کرنی چاہئے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم دشمنوں سے نجات اور طرح طرح کی مصیبتوں کے دور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں کرتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے(یعنی دعا)، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس اہم اور مہتم بالشان عبادت کے ارکان وشرائط و واجبات و مستحبات کے ساتھ اور منہیات ومکروہات سے بچتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے سامنے وقتاً فوقتاً خوب دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں اپنے سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین۔☆

گوجرانوالہ میں ختم نبوت چوک کا افتتاح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز چاہ کنگنی والا میں داخل ہونے سے پہلے جو چوک آتا ہے، اسی علاقہ میں جناب جمال حسن منج رہائش پذیر ہیں، یہ چوک انہیں کے نام سے معنون تھا۔مجلس کا ایک وفد چند روز پہلے انہیں ملا اور ان سے استدعا کی کہ آپ کے نام معنون چوک کا نام ''ختم نبوت چوک'' رکھنا چاہتے ہیں۔اجازت مرحمت فرمائیں تو موصوف نے کہا کہ ختم نبوت اور صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے، ہمیں بہت خوشی ہوگی کہ چوک کا نام ''ختم نبوت چوک'' رکھا جائے۔چنانچہ ۱۸ردسمبر ۲۰۲۳ء کو مولانا محمد عارف شامی سلمہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ سے استدعا کی کہ تشریف لاکر چوک کا افتتاح فرمادیں۔چنانچہ ۱۸ردسمبر بعد نماز ظہر دو بجے چوک کے افتتاح کا پروگرام شروع ہوا، تلاوت جامعہ مسجد ختم نبوت کے موذن قاری محمد خالد کے فرزند قاری محمد ابوبکر نے کی، نعتیہ کلام محمد عمر معاویہ اور حافظ ابوبکر قاسمی نے پیش کیا۔مولانا قاری محمد ادریس قاسمی، مولانا محمد امجد معاویہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حاجی محمد یامین، کنگنی والے بازار کے صدر ملک محمد فیاض، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔نیز صدارت حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے کی، مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔اس موقع پر جناب حاجی محمد یاسین، حاجی محمد یامین نے شرکا کا مٹھائی سے اکرام کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

فیصل آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ ہیں، آپ کی دعوت پر راقم دو دن کے لئے فیصل آباد حاضر ہوا۔ درج ذیل اداروں میں بیانات ہوئے۔

جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں دعوتی بیان: جامعہ کے بانی استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ تھے، آپ نے دورۂ حدیث شریف تک تقریباً تمام اسباق جامعہ خیرالمدارس ملتان میں پڑھے۔ خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیرالمدارس، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ ثم ملتانی سمیت کئی ایک اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور اپنے اساتذۂ کرام کے معتمد شاگرد تھے۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد بانی جامعہ نے حضرت مولانا لطف اللہ شہید کی استدعا پر آپ کو جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں استاذ مقرر کردیا۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم ثانی حضرت مولانا محمد شریف صاحبؒ جامعہ خیرالمدارس میں لے کر آئے، آپ معقولات ومنقولات دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ راقم نے آپ سے سلم العلوم بعدازاں قصیدہ بردہ شریف سبقاً جامعہ خیرالمدارس میں ۱۹۷۴ء میں پڑھیں۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان سے مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے حکم پر دارالعلوم فیصل آباد میں استاذ الحدیث کے لئے لائے گئے۔ آپ ایک عرصہ تک دارالعلوم میں استاذ رہے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ نے فیصل آباد میں جامعہ امدادیہ کی بنیاد رکھی۔ ہماری چناب نگر کی پہلی کانفرنسوں میں جامعہ کے طلبا خدمت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ جب سے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی میں ختم نبوت کورس شروع ہوا ہے۔ راقم ہر سال کورس کی دعوت کے لئے جامعہ امدادیہ حاضری دیتا ہے، جب تک آپ زندہ رہے راقم کا اعلان خود فرماتے اور کہتے کہ ہمارے دوست تشریف لائے ہیں بیان فرمائیں گے۔ راقم کو کہنا پڑا کہ راقم حضرت الشیخ کا شاگرد ہے اور ۱۹۷۴ء میں آپ سے خیرالمدارس ملتان میں سلم پڑھی۔ آپ کی وفات ۱۳؍ جولائی ۲۰۰۴ء کو ہوئی۔ آپ کے فرزند اکبر مولانا مفتی محمد طیب مدظلہ آپ کے جانشین اور جامعہ کے مہتمم بنائے گئے، موصوف بھی اپنے والد محترم کی طرح خود اعلان فرماتے ہیں، چنانچہ ۱۶؍ دسمبر عصر کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ اسلامیہ محمدیہ: جامعہ کے بانی حضرت الشیخ مولانا نذیر احمد نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید و معتمد علیہ مولانا عبدالرزاق مدظلہ ہیں۔ ادارہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق نومبر ۲۰۰۳ء میں قائم کیا گیا۔ جامعہ میں درجہ کتب کے علاوہ شعبہ تعلیم و تربیت، شعبہ دارالافتاء، شعبہ دعوت و تبلیغ، شعبہ کمپیوٹر کام کر رہے ہیں۔ ۲۰۰۹ء میں عقب مچھلی بازار ستیانہ روڈ پر ۹ کنال زمین پر وسیع وعریض مسجد بمع ضروریات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ۲۱۰۰۰ فٹ پر بیسمنٹ تعمیر ہوچکا ہے۔ یہاں بھی سینکڑوں طلبا کرام دورۂ حدیث شریف پڑھ کر دستار فضیلت حاصل کرچکے ہیں، ہر سال کی طرح امسال بھی ۱۶؍ دسمبر بعد نماز مغرب بانی جامعہ کی موجودگی میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی تقریباً دو درجن طلبا کرام نے نام لکھوائے۔

حضرت ہمدانیؒ کا قائم کردہ ادارہ جامعہ دارالاحسان والارشاد: حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کے ساتھ مل کر چناب نگر میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر و توسیع میں بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ آج بھی جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی قدیم حصہ کا کمرہ نمبر ۵ ہمدانی ہاؤس کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے فرزندان گرامی تمام باصلاحیت علماء وفضلاء اور نوجوان ہیں، آپ کے ایک فرزند گرامی مولانا قاری طلحہ محمود نے آپ کا قائم کردہ ادارہ سنبھالا ہوا ہے۔ موصوف بھی والد گرامی کی طرح مجلس کے مبلغین، احباب اور زعماء سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ ۱۷؍ دسمبر صبح آٹھ بجے ان کے قائم کردہ ادارہ میں بیان ہوا۔ میٹرک کے آٹھ دس بچوں نے نام لکھوائے۔ اللہ پاک ہمارے

حضرت ہمدانیؒ کے قائم کردہ اوران کے فرزندانِ گرامی اوراولا دواَمجادکوقیامت تک دینِ متین کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے رکھیں، آمین۔

جامعہ مدینۃ العلم بکر منڈی فیصل آباد: جامعہ کے بانی فیصل آباد کے نامور عالم دین مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ ہیں۔آپ نے یہ ادارہ ۱۹۸۷ء میں قائم فرمایا۔ جہاں دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں، آپ نے ۲۰۰۸ء میں امریکا کی ریاست میں سی کن ڈٹرائٹ میں جامعہ مدینۃ العلم کے نام سے ادارہ قائم کیا اور وہاں مستقل قیام فرما چکے ہیں۔فیصل آباد کے جامعہ میں ان کے جانشین ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد نواس سلمہ ہیں۔ ۱۸ر دسمبر صبح ۱۱ بجے بیان ہوا۔

جامعہ دارالقرآن فیصل آباد: جامعہ کے بانی ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا قاری محمد یٰسین مدظلہ ہیں حضرت موصوف امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ پانی پتی کے فرزند نسبتی ہیں۔ حضرت قاری صاحبؒ کی انتقالِ نسبت ان کی طرف ہوئی۔جامع مسجد باغ والی فیصل آباد میں تحفیظ قرآن کا آغاز کیا۔ ہزاروں حفاظ وقراء نے ان سے قرآن پاک حفظ کیا، قرأت سبعہ عشرہ پڑھیں۔ باغ والی مسجد کم پڑ گئی تو مسلم ٹاؤن فیصل آباد میں تقریباً ۱۵ ایکڑ زمین خرید کرکے دارالقرآن کی بنیاد رکھی۔ اس وقت دارالقرآن کا شمار فیصل آباد کے بڑے اداروں میں ہوتا ہے۔جامعہ دارالقرآن کی خرید کردہ چالیس کنال میں جامعہ کی تعمیرات کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔جامعہ اوراس کی شاخوں میں ۶۲۵۰ طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں، جبکہ جامعہ میں رہائش پذیر طلبا اور طالبات کی تعداد ۳۵۰۰ ہے۔آج تک فارغ التحصیل ہونے والے حفاظ، قراء اور علمائے کرام کی تعداد ۲۲۱۶۶ ہے۔ ۱۷ر دسمبر بعد نماز ظہر استاذ الحدیث حضرت مولانا غلام فرید دامت برکاتہم نے تمام اساتذۂ کرام درجہ کتب، حفظ و ناظرہ کے تمام طلبا کو مسجد میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ مسجد کا صحن بھرا ہوا تھا، تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا، کئی درجن طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

دارالعلوم گوجرانوالہ میں بیان:

دارالعلوم گوجرانوالہ کے بانی مولانا مفتی محمد اویسؒ تھے۔آپ نے یہ ادارہ سات ایکٹرز مین پر قائم فرمایا۔ سنگ بنیاد کے لئے نفیس المشائخ حضرت سید نفیس الحسینیؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز

مولانا عبدالغفار توحیدیؒ، راولپنڈی

مولانا عبدالغفار توحیدیؒ راولپنڈی کے جرأت مندو بہادر انسان تھے،آپ کے والد گرامی مولانا عبدالستار تونسویؒ تمام تحریکوں میں پیش پیش رہے اور بہادری کے ساتھ شریک رہے۔آپ کو جرأت و بہادری ورثہ میں ملی۔

آپ نے دورۂ حدیث شریف ۱۹۸۰ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ ابتدائی کتابیں اٹک کے مولانا عبدالسلام سے پڑھیں۔فراغت کے بعد کئی ایک مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ نے تقریباً بیس سال ریلوے اسٹیشن راولپنڈی کی جامع مسجد بلال میں امامت وخطابت کی۔

تحریکہائے ختم نبوت، تحریک مدح صحابہ و ناموس اہلبیت میں بھی مقامی طور پر بھرپور شرکت کی۔اس دوران انہیں کئی مرتبہ سنت یوسفی پر عمل بھی نصیب ہوا اور آپ نے قید و بند کی صعوبتوں کی خوش دلی سے برداشت کیا۔

آپ کی عمر تقریباً ۶۱ سال ہوگی۔ ۲۰۱۳ء میں اپنا مکان بیچ کر جامع مسجد محمد رسول اللہ کے نام سے چکری میں زمین خرید کرکے مسجد کی بنیاد رکھی الحمدللہ! آج یہ مسجد راولپنڈی کی خوبصورت مساجد میں سے ہے، جو یقیناً ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگی۔ ۴ر نومبر ۲۰۲۳ء کو آپ کی وفات ہوئی آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند اکبر مولانا عبدالمنعم مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز علماء، طلبا، حفاظ، قراُاور دین دار مسلمانوں نے شرکت کی اور آپ کی تدفین راولپنڈی کے قدیمی قبرستان کمیٹی چوک میں کی گئی۔آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے، ۵ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔راقم نے مولانا محمد طارق معاویہ مبلغ راولپنڈی کی رفاقت میں ۲۲ر نومبر کو جامع مسجد محمد رسول اللہ چکری میں ان کے فرزندانِ گرامی سے تعزیت کی۔اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔آمین یاالٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خان صفدرؒ سے درخواست کی تو دونوں مشائخ نے اینٹ پڑھ کر دیں، چونکہ دونوں بزرگ صاحبِ فراش تھے۔حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خانؒ اور گوجرانوالہ کے بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔

مفتی محمد اویسؒ کی وفات ۲۹؍ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو ہوئی۔ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد یونس مدظلہ مہتمم بنائے گئے۔اس وقت دارالعلوم میں دوسو کے قریب طلبا زیر تعلیم ہیں، دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔تیرہ اساتذۂ کرام درجہ کتب میں اور چار کلاسیں حفظ کی ہیں، عملہ سمیت ۲۲ حضرات کام کر رہے ہیں۔ ۱۹؍دسمبر پونے دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک بیان ہوا۔ پندرہ بیس طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ: جامعہ کے بانی فاضل دیوبند مفسر القرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ تھے۔ ۲۳؍جولائی ۱۹۵۲ء کو ایک چھپڑ کا کچھ حصہ زمین ہموار کر کے ایک کچا سا کمرہ بنا کر امامت وخطابت کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ جامع مسجد گرونانک پورہ کے بجائے جامع مسجد نور، انجمن نصرۃ السلام کے بجائے انجمن نصرۃ الاسلام نام رکھ کر کام شروع فرمادیا اور ساتھ ہی نصرۃ العلوم کی بنیاد رکھی۔ ۲۰۰۲ء تک نصف صدی اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ جاری رکھا۔ ۱۹۵۲ء میں کچی مسجد کی بنیاد رکھی، پھر ۱۹۶۰ء میں طویل وعریض مسجد کی بنیاد رکھی۔آج جامعہ نصرۃ العلوم ملک کی نامور جامعات میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت صوفی صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا فیاض خان سواتی مدظلہ مدرسہ کے مہتمم بنائے گئے۔ موصوف مجلس کے خوردوکلاں سے محبت فرماتے ہیں۔ ۱۹؍دسمبر کو ظہر کی نماز سے قبل جامعہ کے اساتذۂ کرام وطلبا سے بیان ہوا۔ پچاس کے قریب طلبا نے نام لکھوائے۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔

لاہور کا چارروزہ تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا عبدالنعیم کی دعوت پر چارروز کے لئے لاہور آنا ہوا۔ ۲۰؍دسمبر صبح دس بجے مرکز البریرہ جامع مسجد نظام الاسلام مغل پورہ حاضری ہوئی، جس کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز مولانا صوفی محمد اکرم مدظلہ ہیں۔موصوف اپنے شیخ کے اخلاق وکردار کا پرتو ہیں۔آپ نے مغل پورہ کے علاقہ میں ادارہ قائم کیا، جس کا نظم ونسق مثالی ہے۔صفائی ستھرائی میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ۲۰؍دسمبر صبح دس بجے بیان ہوا۔

جامعۃ المنظور الاسلامیہ صدر لاہور: جامعہ کے بانی حافظ منظور احمدؒ تھے۔ مولانا پیر سیف اللہ خالدؒ بھی ایک عرصہ اس کے مہتمم رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا اسد اللہ فاروق ان کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم بنائے گئے۔ ہرسال چناب نگر کورس کی دعوت کے لئے حاضری ہوتی ہے۔ امسال بھی ۲۰؍دسمبر گیارہ سے پونے بارہ تک جامعہ میں بیان ہوا۔ یہاں بھی کئی ایک احباب نے نام لکھوائے اور چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

مولانا غلام حسین نعیمی سے ملاقات: موصوف بریلوی مکتبہ فکر کے معروف عالم دین اور مجاہد ختم نبوت ہیں۔ایک عرصہ سے لاہور میں قیام پذیر ہیں۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں برملا شرکت فرماتے ہیں۔ ۲۰؍دسمبر صدر لاہور میں واقع ریلوے پھاٹک پر ان کی مسجد میں ان سے مختلف موضوعات پر مولانا عبدالنعیم کی معیت میں ملاقات ہوئی۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور حاسدین کے حسد سے ان کی حفاظت فرمائیں۔

بھیسن میں جلسہ ختم نبوت: بھیسن انڈیا بارڈر کے قریب واقع ایک قصبہ ہے، جہاں میواتی برادری کثرت سے آباد ہے۔ اکثر وبیشتر کا تبلیغ میں وقت لگا ہوا ہے۔ مسجد بلال میں ۲۰؍دسمبر مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ جلسہ سے مولانا سعید وقار، مولانا عبدالنعیم اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ جمعیت کے راہنما ایم پی اے کے امیدوار مولانا محمد احمد نے خطاب کیا۔علمائے کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے سردھڑ کی بازی لگادیں گے اور قانون ناموس رسالت اور ختم نبوت میں کبھی بھی کسی قسم کی ترمیم برداشت نہیں کریں گے۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ”بیت المقدس سے ہمارا رشتہ کیا“ کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ بیت المقدس کے احبار و رہبان نے خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس

کی چابیاں پیش کیں۔ بیت المقدس میں جب صحابہ کرامؓ داخل ہوئے تو اس وقت بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ تھا۔ یہودیوں نے سازش کے ذریعہ مہنگے داموں زمینیں خرید کر فلسطین پر قبضہ کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے یہودیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی، جسے سامعین نے ہاتھ اٹھا کر بائیکاٹ کی تائید کی۔

جامعہ محمدیہ کشمیر پٹی پرانا کاہنہ:

جامعہ میں ظہر کی نماز سے قبل بیان ہوا۔ جامعہ محمدیہ کے بانی مولانا مفتی عبدالحفیظ مدظلہ ہیں، آپ نے جامعہ کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء کیا۔ جامعہ میں حفظ وناظرہ، تجوید وقرأت، درسِ نظامی دورۂ حدیث شریف تک نیز عصری تعلیم میٹرک تک، فقہ وفتاویٰ کے ذریعہ قوم کی راہنمائی، اسکول و کالجز کے طلبا کے لئے دراسات دینیہ، بچیوں اور خواتین کی دینی تعلیم، دعوت وارشاد کے شعبہ جات کام کررہے ہیں۔ طلبا و طالبات کی تعداد ۱۱۰۰ ہے، جو ۴۸ اساتذۂ کرام سے تعلیم وتربیت حاصل کررہے ہیں۔ بیس طلبا نے کورس کے لئے نام لکھوائے۔

معارف القرآن ایجوکیشن ٹرسٹ:

شہزادہ گاؤں فیروز پور روڈ لاہور کے بانی جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا خلیل احمد مدظلہ ہیں۔ آپ نے لاہور کی شہری فضا سے ہٹ کر دیہات میں یہ ادارہ قائم کیا، جہاں درجہ سادسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۶۰۰ سے زائد بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں، چالیس اساتذۂ کرام کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

جامع مسجد امن باغبانپورہ میں خطبۂ جمعہ: جامع مسجد امن کے بانی دارالعلوم دیوبند کے فاضل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اسحاق قادریؒ تھے۔ آپ نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز درسِ قرآن پاک سے کیا، تو مخالفین نے وہابی مشہور کرکے درس قرآن بند کرادیا تو ایک معتقد نے درخواست کی کہ آپ میری بیٹھک میں درس دے دیا کریں۔ آگے چل کر آپ نے باغبانپورہ جی ٹی روڈ پر نو مرلہ زمین خریدی جو شخص پہلے سے قابض تھا اس نے قبضہ چھوڑنے سے انکار کردیا۔ دریں اثنا ایک انسپکٹر پولیس آپ کے درس میں شریک ہوتا تھا، ایک دن اس نے کہا: ’’میرے لائق کوئی خدمت ہوتو…‘‘ مولانا قادری نے کہا کہ فلاں صاحب مسجد کی زمین پر ناجائز قابض ہے، قبضہ چھڑوادیں۔ تو اس طرح مسجد کی زمین واگزار ہوئی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا لاہوریؒ جو آپ کے مرشد تھے نے ۱۹۵۷ء میں مسجد امن کا سنگ بنیاد رکھا۔ مولانا محمد اسحاق قادریؒ، حضرت لاہوریؒ کے تحریری کام کی نگرانی فرماتے تھے۔ موصوف نے مسجد امن کے ساتھ ساتھ کئی ایک مساجد اور مدارس کی بنیاد بھی رکھی اور اپنے شیخ حضرت لاہوریؒ کی طرح درس قرآن کو وظیفۂ حیات بنائے رکھا۔ راقم جب ۱۹۹۰ء میں لاہور مبلغ بن کر آیا تو ان کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری دی، اور یہ ان کی استغراقی کیفیت تھی۔ راقم حاضر ہوتا، دعا کی درخواست کرتا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹے عطا فرمائے، مولوی حبیب الرحمٰن، حاجی انیس الرحمٰن اور مولانا قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ ۴؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندارجمند قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ ان کے جانشین بنائے گئے۔ موصوف نے اپنے والد محترم کے لگائے ہوئے گلشن کو اپنے خون پسینہ سے سینچا اور ۲۰۱۷ء میں مسجد امن کی تعمیر جدید شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے کوہ قامت مسجد تعمیر کرلی۔ موصوف ہمہ صفت موصوف تھے بیک وقت کئی محاذوں پر برسرپیکار رہتے، آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی رابطہ کمیٹی کے رکن رکین تھے۔ طوفان بادو باراں ہو یا آندھی جو پروگرام طے کرتے، اس میں ضعف وعوارض کے باوجود شرکت کرتے، اصلاحی تعلق امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے تھا اور حضرت والا سے مجاز بھی ہوئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ کی قائم کردہ پاکستان شریعت کونسل کے صوبائی صدر تھے۔ خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی تقاریر کیسٹوں سے اتار کر کئی جلدوں میں خطبات دین پوریؒ کے نام سے شائع کیں۔ مناظر اسلام بلکہ استاذ المناظرین، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کو کئی مرتبہ ان کے چھوٹے سے دفتر کے کمرہ میں براجمان دیکھا۔ خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ سے یارانہ تھا، ان کے بھی قیمتی خطبات شائع کئے۔ غرضیکہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندارجمند مولانا پیرزبیر جمیل ان کے جانشین بنائے گئے۔ راقم ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوسکا تو ۲۴؍دسمبر ۲۰۲۳ء کو ان کی قائم کردہ خوبصورت اور دل کش مسجد امن باغبانپورہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ’’بیت المقدس سے ہمارا رشتہ کیا‘‘ کے عنوان پر دیا۔

بمقام

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

31 واں

سالانہ ختمِ نبوت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

7 فروری 2024
تا
2 مارچ 2024

زیر سرپرستی

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل
حضرۃ مولانا حافظ ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ نقشبندی مجددی صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ۔ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- **موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے**

نوٹ

امسال الیکشن کے باعث داخلہ 7 سے 10 فروری تک چار روز جاری رہے گا

درخواستوں کیلئے پتہ

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670